SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, December 28, 1993

The Senate of Pakistan met in the old National Assembly Hall (State Bank Building) Islamabad, at thirty eight minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran.

بسم الله الرحمن الرحيم

ومايستوى الا عمىٰ والبصير O ولا الظلمت ولا النور O ولا الظل
ولا الحدود وما يستوى الاحيآء ولا الاموات O ان الله يسمع من
يشآؤما آنت بمسمع من فى القبورO ان انت الا نذيرO انآ ارسلنک
بالحق بشيرآ و نذيرا O و ان من امته الا خلا فيها نذيرٌO

ترجمہ: اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ۔ اور نہ اندھیرا اور روشنی ۔ اور نہ سایہ اور دھوپ۔ اور نہ زندے اور مردے برابر ہو سکتے ہیں ۔ خدا جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے۔ اور تم ان کو جو قبروں میں (مدفون) ہیں سنا نہیں سکتے ۔ تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو۔ ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنیوالا گزر چکا ہے ۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, December 28, 1993

The Senate of Pakistan met in the old National Assembly Hall (State Bank Building) Islamabad, at thirty eight minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran.

بسم الله الرحمن الرحيم

ومايستوى الاعمىٰ والبصير O ولا الظلمت ولا النور O ولا الظل ولا الحدود وما يستوى الاحيآء ولا الاموات O ان الله يسمع من يشآؤما آنت بمسمع من فى القبورO ان انت الا نذيرO انآ ارسلنك بالحق بشيرآ و نذيرا O و ان من امته الا خلا فيها نذيرٌO

ترجمہ: اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں - اور نہ اندھیرا اور روشنی - اور نہ سایہ اور دھوپ- اور نہ زندے اور مردے برابر ہو سکتے ہیں - خدا جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے- اور تم ان کو جو قبروں میں (مدفون) ہیں سنا نہیں سکتے -تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو- ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنیوالا گزر چکا ہے-

FATEHA

جناب چیئرمین-جی جناب ہوتی صاحب -

Mr. Muhammad Ali Khan: A former Senator Mr. Naimullah Khan Ghaznikhail expired two days ago and I feel we should offer fateha for his departed soul.

جناب چیئرمین-حافظ صاحب فاتحہ پڑھ دیں -

(فاتحہ خوانی کی گئی)

POINT OF ORDER RE: SELTING ARRANGEMENTS

جناب چیئرمین-جی جناب شہزاد گل صاحب -

جناب شہزاد گل - یہاں پر جو seating arrangements ہے وہ جناب آپ کی ذمہ داری بھی ہے اور اختیار بھی ہے آپ جس طرح seating arrangements چاہتے ہیں اس طرح کرتے ہیں - لیکن آپ نے یہاں پر جو موجودہ seating arrangement کی ہوئی ہیں- ہر ایک پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کو علیحدہ فرنٹ row میں جگہ دی ہے جبکہ نیشنل عوامی پارٹی کو آپ نے ignore کیا ہے - میری یہ درخواست ہے کہ کیونکہ ہماری ایک علیحدہ حیثیت ہے اس میں شک نہیں کہ پہلے ہم آئی جے آئی کے ساتھ اتحادی تھے وہ رولنگ پارٹی تھی اور اس میں ہم نے یہ جھگڑا نہیں کیا تھا کہ ہمارے پارلیمانی لیڈر کو بھی پہلی row میں جگہ ملے کیونکہ پہلی row میں اپوزیشن کی پارٹیوں کو جگہ دی جاتی ہے اس وقت ہم اقتدار کے ساتھ تھے تو ہم نے وہ جھگڑا نہیں اٹھایا تھا - اس وقت کیونکہ ہم اپوزیشن میں ہیں اور جناب بشیر خان مٹہ سینٹ میں ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں لہذا ان کو بھی دیگر پارلیمانی لیڈروں کے برابر جگہ دی جائے-

جناب چیئرمین-ان کو آگے سیٹ دی جائے - جی جناب رضا ربانی صاحب -

Mian Raza Rabbani: There is a practical difficulty which I would

like to bring to your notice and that is that the copy of the Order of the Day has not been received. This I can't say for the three newly elected members, a day prior, the only time that we get to see the copy of the Order of the Day is when we come to the Senate. It has been brought to the notice of the Secretariat but so for nothing has been done.

Mr. Chairman: Are your addresses are available with the Secretariat?

Mian Raza Rabbani: They are Mr Chairman.

جناب چیئرمین-ان کو دیکھیں تاکہ ان کو بھی کاپی پہنچ جایا کرے ۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question Hour. Question No. 1

چوہدری شجاعت حسین- سوال نمبر ۱ کیا گیا تھا مگر کوئی جواب نہیں آیا-----

جناب چیئرمین-جی کیوں نہیں آیا جواب لاءمنسٹر صاحب ۔؟

سید اقبال حیدر- جناب چیئرمین یہاں سوال کرنے والا ہی نہیں آیا تو پھر سوال کا جواب---

(مداخلت)

سید اقبال حیدر-وہ تو میں نے اسی لئے ہی کہا تھا in a lighter way جناب چیئرمین میں نے اس کی تحقیقات کروائی ہیں - اس سوال کا جواب بالکل default میں ہے مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب انہوں نے کیوں نہیں دیا- کچھ آپس میں اختلاف رائے ہو رہا تھا کہ آیا یہ سوال جو ہے اس کا جواب فنانس ڈویژن دے گی یا ایگریکلچر ڈویژن دے گی اس لئے یہ رہ گیا ہے کل رات کو جب مجھے پتہ چلا کہ انہوں نے اس کا جواب تیار نہیں کیا ہے تو مجھے doubt ہوا میں نے کہا کہ

We have to make sure that replies are presented promptly on time and specially in

this House.

جناب چیئرمین۔یہ تو ایک مسئلہ ہے اس میں اگر جواب نہیں دیتے تو یہ تو بڑی زیادتی ہے۔

سید اقبال حیدر۔بالکل جی جواب ہونا چاہیے میں پورا آپ سے اتفاق کرتا ہوں ہمیں embarrasement ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔جی جناب چوہدری صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین :جناب اس میں صرف جواب دینے کا ہی مسئلہ نہیں جواب کو delay کرنے کا مسئلہ بھی نہیں یہ جواب اسی طریقہ سے یا تو Law Minister صاحب یہ بتائیں کہ House میں oral answer کے طور پر یہ سوال آئے گا، تو یہ تو اور بات ہے اگر table پر شام کے وقت کسی وقت یہاں رکھ دیں کہ جی ہم یہ نہیں تیار کرسکتے یا اپنے اپنے گھروں سے بھیج دیں تو یہ ہم ماننے کو تیار نہیں۔

جناب والا یہ ایک بہت اہم مسئلہ بن چکا ہے ۔ اس سلسلے میں اب اتنا زیادہ پہلے بھی اور Caretaker Government نے بددیانتی کے ذریعہ انہوں نے اس کو اتنا زیادہ اچھالا اوراس کے بعد اب موجودہ حکومت نے بھی اسے اسی طریقہ سے اچھالنے کی کوشش کی۔

جناب والا پندرہ دن کا نوٹس ہوتا ہے ، ایک مہینہ ہو چکا ہے میں نے یہ سوال بھیجا تھا اور اس کا جواب اکٹھا نہیں کرنا پڑے گا اس کا جواب جو ہے جمع ہے۔ لسٹیں بنی ہوئی ہیں اور انہوں نے لسٹیں وہاں سے منگوا کر صرف شائع کرنی ہیں آج اگر یہ commitment دیں تو وہ تمام defaulters ۔ جناب والا یہ payment کی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ لوگوں سے پیسے کیسے receive کئے جائیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے پیسے دینے ہیں ان کے نام شائع کئے جائیں تاکہ اس کے بعد ان سے وصولی کی جائے۔ یہ بات اور دوسرے طریقے سے لے جاتے ہیں اور جس کا قطعاً کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کل رات ٹیلیوژن کے اوپر جناب والا یہ کہا گیا اقبال حیدر کی طرف سے کہ دو ارب روپے سے زیادہ ہم نے ادا کردیئے ہیں۔ جناب والا اتنا بڑا جھوٹ ٹیلی وژن نے پیش

کیا ہے آج تک انہوں نے ایک پائی ادا نہیں کی ان لوگوں کو جب سے یہ حکومت بنی ہے یہ اتنا بڑا جھوٹ انہوں نے بولا ہے ۔ یہ جھوٹ تھا یہ جو خبرنامہ تھا یہ جھوٹ نامہ کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔ اس میں کم از کم سینٹ کو نوٹس لینا پڑے گا اور یہ لسٹیں انہیں کہیں کہ اس طرح ہیں لیکن سینٹ کے اندر یہ بتائیں کہ دو دن تین دن کے اندر اندر یہ وہ لوگ جو defaulters ہیں ان کی list provide کریں اور بتائیں کہ ان سے وصولی کیسے کریں گے تو پھر جناب والا یہ مسئلہ ٹھیک ہو سکتا ہے ایسے نہیں۔

جناب چیئرمین۔جی جناب بہرہ ور سعید صاحب ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے یہ بڑے وثوق سے فرمایا تھا کہ اس میں ہم نے سب defaulters کی لسٹ بنائی ہے سب defaulter کتنے ہیں ان کے نام ہم لا رہے ہیں تو الفاظ خاص طور پر لیں گے حکم غلط دیا ہے کہ defaulters کی گرفتاری ہو تو میں پوچھتا ہوں جناب والا ابھی تک کتنے defaulters گرفتار ہو گئے ہیں۔ کتنے ہیں جو یہاں سے نکل گئے ہیں اور کتنے رہ گئے ہیں ۔ اس لسٹ کے چھاپنے کا کیوں کام نہیں ہوا ؛ کیوں یہ نہیں چھاپتے ؛ کیا یہ جو انہوں نے سب کہا جھوٹ تھا؛ پروپیگنڈا تھا اور اگر سچ تھا تو میدان میں لائیے ، رکھیئے ۔

جناب چیئرمین۔جب سوال کے جواب آئیں گے تو پھر آپ یہ سوال پوچھ سکتے ہیں ۔ جی جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد۔میرا سوال جو ہے وہ اصل سوال کے مطابق ہے اور وہ یہ ہے کہ جس آرڈیننس کے تحت defaulters کی فہرست شائع کرنے کی اجازت حکومت کو ملی تھی میرے علم کے اندر جو ابھی تک نہیں ہوا ہے اور آج تو اخبارات میں بھی یہ بات آئی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ سہارا لیا جائے ۔ کہ ہم یہی کہہ سکتے ہیں جو ہم چاہتے ہیں وزیر صاحب سے commitment تو وہ irreprehensible ہو جائیں House میں defaulters کی فہرست جو ہے وہ اگر چند دن میں سامنے آئے ؟

جناب چیئرمین۔جی جناب فضل آغا صاحب ۔

سید محمد فضل آغا۔شکریہ جی ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ چوہدری صاحب نے

پوچھا کہ نادہندگان کون ہیں اور اس کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اب اقبال حیدر صاحب نے یہ plea لی کہ وہ inform نہیں کرسکے کہ یہ کوآپریٹو سکینڈل کے متعلق فنانس والے لسٹ دیں یا خود ڈیپارٹمنٹ والے دیں' یہ بات نہیں ہم نے لسٹ مانگی ہے گورنمنٹ ہمیں لسٹ دے چاہے کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ والے دیں یا فنانس والے دیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس معاملے کو بہت criticise کیا گیا ہے میرے خیال میں یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے جی اس میں جو مسئلہ بن گیا ہے وہ یہی بن گیا کہ کہہ رہے ہیں کہ کس منسٹری کا ہے اور جو آرڈیننس جس کے تحت اجازت دی گئی تھی اس کے تحت کس ادارے کی ذمہ داری ہے اس ادارسے آپ پوچھ لیں میرے خیال میں اس میں یہ کنفیوژن نہیں ہونی چاہیے' کسی آرڈیننس کے تحت کسی ادرے کو اجازت دی گئی ہوگی کہ آپ انفارمیشن دے سکتے ہیں تو جس ادارے پر ذمہ داری ڈالی گئی تھی اسی ادارے کی ذمہ داری ہے۔جی جناب اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔یہ جو آرڈیننس ہے جس میں اجازت دی گئی تھی تو بنکنگ کونسل نے لسٹ جاری کی تھی۔ اس آرڈیننس میں ایک خامی تھی وہ یہ تھی کہ اس میں لفظ یہ لکھا گیا تھا کہ " بنک جو ہیں تمام قرض نادہندگان کی لسٹ جاری کردیں گے برائے انتخابات جنرل انتخابات اکتوبر ۱۹۹۳ء"۔ یہ مضحکہ خیز جملہ تھا اس پر ہم نے پہلے بھی اعتراض کیا تھا کہ اس کو محدود تر کیوں کیا گیا ہے۔ آرڈیننس تو قائم ہے مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس کی جو افادیت ہے یا اس کا جو مقصد ہے وہ عام انتخابات کے بعد جو ہے stop ہو گیا ہے۔اب رہا اس کا سوال کہ جواب دینے میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔جناب چیئرمین! next rota day پر اس کا جواب بالکل پیش کردیا جائے گا۔جہاں پر تمام تر قانونی آزادیاں جو حاصل ہیں اس کے مطابق ہم ضرور پیش کریں گے بلکہ اس میں تو ہمیں خوشی ہوگی کہ ایسے نادہندگان کے نام ہیں' ان کو چھپانے کا مقصد تو ہے نہیں' اس میں تو حکومت کو معاونت ملے گی کہ اس طرح کے معاملات کا حل ہو۔میں تو خوش ہوں کہ چوہدری صاحب نے بذات خود یہ سوال کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔یہ نام کیا already چھپ نہیں چکے؟

سید اقبال حیدر۔سر بہت سارے چھپ چکے ہیں۔

جناب چیئرمین۔تو پھر کیا مسئلہ ہے؟

سید اقبال حیدر۔اس میں یہ قباحت آگئی تھی صرف ڈیپارٹمنٹس نے ایک دوسرے کے اوپر ذمہ داری ڈال دی تھی۔ اس کو دور کیا جائے گا اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، جی ایسے موقع ہوتے ہیں جہاں پہ Minister can coordinate and decide کہ جی یہ کرنا ہے وہ کرنا ہے محکمے تو کرتے رہتے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: Last time when they informed me,

کہ اس کا جواب مکمل نہیں ہوا تو ہم نے ان کے خلاف ایکشن لیا اور میں نے decide کیا ہے کہ reply must be presented in the Senate on the next rota day or next week.

جناب چیئرمین۔ Next rota day کب ہے جی اس کا؟

سید اقبال حیدر۔سر Next Tuesday کو رکھ لیں۔

جناب چیئرمین۔نہیں Wednesday کریں تاکہ دیکھیں Next rota day تو ۱۲ جنوری بنتا ہے اب سیشن ہی نہیں ہو گا۔

سید اقبال حیدر۔ Right, Sir سر تو next week رکھ لیں۔

Mr. Chairman: So next week, O.K.

سید اقبال حیدر۔ next Tuesday, Wednesday کو ہم آپ کے سامنے پیش کر دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے جی next Wednesday جی جناب صوبیدار صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔جناب مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب نگران حکومت آئی اور اس نے ہمارے بنکوں کے جو کھاتہ دار تھے ان کے -----

جناب چیئرمین۔ کون سے کھاتہ دار ؟

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ یہ جو بنک میں اکاؤنٹ رکھتے ہیں ایسا آج تک کسی ملک میں نہیں ہوا کہ جو اکاؤنٹ ہولڈرز ہیں ان کے خلاف کچھ ہو ۔ جناب میں عرض کرتا ہوں مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے دیں۔۔۔

جناب چیئرمین۔نہیں جی یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا صوبیدار صاحب ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ جناب میں اس کے بعد اس طرف آرہا ہوں جی۔ تو یہ ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ جو لسٹ شائع کی گئی تھی پہلے نگران حکومت نے کی یہ تو صرف الیکشن میں بلیک میل کرنے کے لئے اور لوگوں کا اعتماد اٹھانے کے لئے ہمارے لوگوں کا نام لیا گیا تھا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ پوری لسٹ شائع کی جائے پہلے تو بھی لسٹ نگران حکومت نے شائع کی اب یہ حکومت کررہی ہے ۔ جناب ہمارا مطالبہ ہے کہ خاص طور پر میں یہ گزارش کروں گا کہ جو تاج کمپنی کے نادہندگان ہیں ان کی بھی پوری لسٹ شائع کی جائے تاکہ عوام کو پتہ چلے کہ اس میں کون کون لوگ آرہے ہیں ۔ یہ ہماری قوم کے غریبوں ، یتیموں ، بیواؤں کی رقم ہے اس میں جو بھی ملوث ہے منظرعام پر لایا جائے ۔ اور سینٹ کے تمام ممبران کو لسٹ دی جائے ۔

جناب چیئرمین۔حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ اگلے ہفتے یہ لسٹ آجائے گی ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ حکومت ابھی تک no reply, no reply پر چل رہی ہے جناب no reply کا مطلب کیا ہے؟

جناب چیئرمین۔اب انہوں نے یقین دہانی کرائی۔ہے کہ اگلے ہفتے Wednesday کو آجائے گی جی جناب سرتاج عزیز صاحب ۔

جناب سرتاج عزیز۔جناب چیئرمین میرا بھی سوال اسی سے متعلق ہے کوآپریٹو سوسائٹیز سے اگر آپ اجازت دیں کہ اگر اگلے ہفتے جب یہ سوال آئے تو یہ بھی ساتھ لے لیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔وہ کون سا سوال ہے جی ؟

جناب سرتاج عزیز۔وہ total amount that was deposited سے متعلق ہے ۔

جناب چیئرمین۔آپ نے دیا ہوا ہے ؟

جناب سرتاج عزیز۔ہاں جی دس پندرہ دن ہوئے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔یہ نوٹ کرلیں جی ' جی جناب شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل۔جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں جی کہ یہ اجلاس ۲۶ تاریخ کو بلایا گیا اور کوئی دو دن پہلے ریڈیو ٹی وی پر اناؤنس کیا گیا کہ ۲۶ تاریخ کو اجلاس ہو رہا ہے اب ایک سوال کے لئے ۱۲ دن کا وقفہ دیا گیا ہے وہ لازمی ہے۔ اب ہم کیسے سوال دیں ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ میری بات سنیں کہ سوال کا تاریخ سے کچھ تعلق نہیں ہوتا آپ جب بھی سوال دیں یعنی اگر پچھلے اجلاس کے بعد آپ نے سوال دے دیئے ہیں تو اگلے اجلاس میں ہم لے لیں گے ۔

جناب شہزاد گل ۔ اب یہ ہے ناں جی کہ جس طرح آج کا دن ہے ----

جناب چیئرمین۔آپ تاریخ کا انتظار نہ کیا کریں ۔

جناب شہزاد گل ۔جس منسٹری کو یا ڈویژن کو ایک دن الاٹ کیا جائے اب جو موجودہ پروویژنل الاٹمنٹ آف ڈیز ہوتی ہے جو وزارتوں ڈویژنوں سے ہمارے پاس آتی ہے میں ایک وزارت کا یا ڈویژن کا ایک دن ہے دوسرا یعنی اس اجلاس میں اس کا نمبر نہیں آئے گا۔ اب اگر ایک سوال اگر رہ جائے تو صرف ماسوائے ایگریکلچر اور کوآپریٹوز یہ جو ہے اس کا صرف ۱۲ جنوری کو آتا ہے باقی جتنے ہیں اگر وہ سوال رہ جائیں تو پھر وہ اس اجلاس میں نہیں آئیں گے ۔

جناب چیئرمین۔نہیں آئیں گے تو پھر کیا کیا جائے ۔

جناب شہزاد گل ۔تو اس کے لئے کوئی حل نکالیں تا کہ-----

جناب چیئرمین ۔حل یہی ہے ناں کہ تاریخ کا کوئی انتظار کرنے کی ضرورت

نہیں آپ جب بھی سوال دیں آج دے دیں سوال جس وقت اجلاس prorogue ہوتا ہے تو وہ سوال جو ہیں وہ بھی ختم ہو جاتے ہیں - اس لئے immediately آپ دوبارہ سوال دے دیں یعنی آپ کو انتظار کرنے کی ضرورت نہیں کہ تاریخ ہوگی تو ہم سوال دیں گے اس سے کوئی تعلق نہیں آپ جب مرضی ہے سوال دے دیں - جی جناب بہرہ ور سعید صاحب -

اخونزادہ بہرہ ور سعید - جناب میں گزارش کرتا ہوں کہ مجھے یہ یقین ہے کہ یہ لسٹ اس لئے شائع نہیں کرائی گئی ---

جناب چیئرمین - یہ لسٹ کا معاملہ اب چھوڑ دیں ناں -

اخونزادہ بہرہ ورسعید - جناب مجھے سن تو لیں -

جناب چیئرمین - ایک گھنٹہ ہوتا ہے سوالات کے لئے آپ اپنا ایک گھنٹہ ضائع کررہے ہیں - بہرحال باقی سب کے سوال رہ جائیں گے - آپ کی بات سن لی اگلے ہفتے آرہا ہے ناں یہ سوال دیکھیں ناں جب تک سوال آجاتا ہے اس کے لئے رولز میں یہ بھی گنجائش ہے کہ کسی سوال پر آپ آدھ گھنٹہ بحث بھی کر سکتے ہیں - آپ اس وقت لے آئیں - لیکن اس طرح آپ کریں گے تو یہ جو ایک گھنٹہ ہے سوالات کا وہ ضائع ہو جائے گا -

2. *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state the total amount received through loans and credits from the foreign countries since 1990 and the province-wise break-up of the projects undertaken against the said amount indicating also the names and the amount of each project?

Syed Iqbal Haider: The information is being collected and shall be placed before the House as soon as received.

جناب چیئرمین - نہیں آیا جی جواب اس کا - جی جناب اقبال حیدر صاحب ، جواب کیوں نہیں آیا؟

سید اقبال حیدر - جناب چیئرمین اس میں یہ co-related ہے - فنانس اور لوکل

گورنمنٹ سے اس میں بھی کنفیوژن ہے اس کا بھی ہم جواب اگلے منگل کو آپ کو ضرور دے دیں گے۔

Mr. Chairman: But what is the confusion in this?

Syed Iqbal Haider: Sir, the confusion is in the total amount received through loans and credits from the foreign countries.

جناب چیئرمین۔اچھا۔

سید اقبال حیدر۔اب وہ منسٹری والے آپس میں فائل کی Shulting کرتے رہتے ہیں۔ میں نے کل رات ان سے کہہ دیا ہے کہ میں یہ نہیں سن سکتا کہ یہ فنانس کا ہے یہ لوکل گورنمنٹ کا ہے۔ میں نے کہا کہ کسی کا بھی کام مجھے جواب چاہیے اور جواب ہر قیمت پر اگلے ہفتے ایوان میں پیش کردیا جانے گا۔

جناب چیئرمین۔جی جناب فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب گزارش یہ ہے کہ پچھلے سال سے جب سے یہ decision دوبارہ receive ہوا ہے یہ پہلی دفعہ ہم آج سن رہے ہیں کہ وزارتوں کا آپس میں cooperation نہیں ہے۔ اس لئے جواب ہم نہیں لا سکے، یہ کوئی نئی چیز انہوں نے بنا لی ہے اور اس سوال کو ۲ ماہ ہوگئے ہیں آپ اگر اسے شروع سے سیٹ کرلیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

جناب چیئرمین۔مجھے لگتا ہے کہ سب اقبال حیدر صاحب کو تنگ کرنے کی کوشش کررہے ہیں آپ ان کو تھوڑا سا تو موقع دیں ناں جی۔

سید محمد فضل آغا۔جناب یہ سوال تین ماہ سے سیکریٹریٹ میں ہے اور یہ بار بار منسٹری کو گیا ہے پچھلے اجلاس میں بھی نہیں آسکا اس اجلاس میں بھی یہ جواب ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طرح یہ کرتے رہیں گے تو پھر کام نہیں چلے گا۔یہاں تو شوق سے کام کرنا پڑے گا اور وزارتوں سے کام لینا پڑے گا۔

جناب چیئرمین۔انہوں نے اقبال حیدر کا غصہ نہیں دیکھا ایک دفعہ غصہ دکھایا سب

ٹھیک ہو جائیں گے ۔ جی جناب ابراہیم صاحب ۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔جناب وزیر موصوف نے یہ بیان نہیں کیا کہ فوڈ' ایگریکلچر اور لائیو سٹاک ایک ہی وزارت ہے ' یا مختلف ہیں ؟

جناب چیئرمین۔جی ایک ہی ہے ۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔یہ ایک ہی وزارت ہے اور یقیناً یہ سبجیکٹ اسی وزارت کا ہےاس کا کسی اور وزارت سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔اگلا سوال نمبر ۳ ' جی جناب سید محمد فضل آغا صاحب ۔

3. ***Syed Muhammad Fazal Agha**: Will the Minister for Industries and Production be pleased to state :

(a) the present status of the Balochistan Textile Mills and Lasbela Textile Mills; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the government to make them operational, if so, when, if not, its reasons?

Brig. (Retd) Muhammad Asghar: (a) Bolan Textile Mills, Baleli and Lasbela Textile Mills, Uthal are closed.

(b) It has been agreed to make both the mills operational under the aegis of a new company i.e., Iran-Pak Industries (Pvt) Limited as soon as the pre-operational matters are finalized with the joint venture partner.

جناب چیئرمین۔ضمنی سوال ؟

سید محمد فضل آغا۔اس میں وزیر صاحب نے لکھا ہے کہ Iran-Pak Industries (Pvt) Limited as soon as the pre-operational matters are finalized with the Joint venture partner. اب گزارش یہ ہے کہ کب تک یہ matters کب finalize ہوں گے جی ؟

جناب چیئرمین۔جی جناب لاہنسٹر صاحب ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔جی آغا صاحب سوال آپ کا کیا ہے جی؟

سید محمد فضل آغا۔میں نے گزارش کی ہے کہ پچھلے ۸'۹ سال سے بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے یہ دونوں ملیں بند پڑی ہیں' اور اس سے گورنمنٹ لیبر وغیرہ کو 3540 کروڑ payment بھی کر چکی ہے اور اس کے بعد یہ ہے کہ کچھ لوگوں کو انہوں نے فارغ بھی کر دیا' اب ہمیں یہی بار بار لوری سنائی جاتی تھی کہ ہم اس کا کچھ کریں گے' تو اب بریگیڈیئر صاحب آئے ہیں ان سے توقع رکھی جا سکتی ہے' تو کیا یہ فرمائیں گے کہ کب تک یہ متوقع ہے؟

جناب چیئرمین۔جی جناب وزیر صاحب۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔جناب چیئرمین! یہ ایران کے ساتھ ہو رہی ہے اور کچھ مشکلات ہیں coordination میں ذرا وقت لگ رہا ہے' لیکن مسئلہ کافی حد تک حل ہو چکا ہے' اس میں مثلاً liquidation proceedings جو ہیں پچھلی کمپنی کو liquidate کرنا تھا' وہ complete ہو چکی ہیں تقریباً' جو لیبر کا مسئلہ تھا وہ بھی حل ہو چکا ہے' اور ایک نئی کمپنی جو ہے پاک ایران انڈسٹری یونٹ کے نام سے رجسٹر ہو چکی ہے اگست ۱۹۹۳ء میں' اور اس کے against جو ہے کچھ پیسے ایران سے آچکے ہیں' اور کچھ کا انتظار ہے' اور اس طرح ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جلد ہی انشاء اللہ' وقت کا تعین میں نہیں کرسکتا کیونکہ پیسوں کے لئے جو تاریخ ہے وہ ابھی تک finalize نہیں ہوئی' ابھی latest جو delegation آیا تھا 25 سے ۲۸ نومبر تک اس سے بات چیت ہوئی ہے اور انشاء اللہ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جونہی یہ پیسے آ جاتے ہیں تو پھر اس کی revival کا کام جو ہے وہ شروع کردیا جائے اور میں امید کرتا ہوں کہ اگلے دو تین مہینے میں یہ کام شروع ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین۔جی جناب سپلیمنٹری جناب میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار۔وزیر صاحب نے پہلے ایک آدھ تو جواب دیا ہے کہ بولان ٹیکسٹائل ملز' بیلی اور لسبیلہ ----

Bolan Textile Mills, Baleli and Lasbela Textile Mills, Uthal are closed. What are

the reasons, why these Mills were closed? Will the Minister explain Sir?

جناب چیئرمین۔جی جناب وزیر صاحب ۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔اس کی بہت سے وجوہات تھیں جس کی وجہ سے یہ مِلز جو تھیں ۱۹۸۳ء میں بند کی گئی تھیں، اس میں پہلی بات یہ تھی کہ -----

Physical and economic handicaps arising out of locational mills in the remote and non-cotton growing areas. Then scarcity of the skilled manpower; there was also faulty sub-standard construction of work with serious technical flaws and inadequacies in airconditioning humidication plant. The higher capital cost which was due to longer completion period and creation of many infrastructure facilities by the Mills itself added adverse affect in the form of higher incidence of depreciation and interest charges, the unpredictable and highly competitive nature at textile trade.

یہ main وجوہات تھیں جس کی وجہ سے وہ ملیں جو ہیں خسارے میں چلتی رہیں اور وہ خسارہ پھر اتنا ہو گیا کہ اس کے بعد وہ چل نہیں سکیں۔

جناب چیئرمین۔جی جناب شجاعت حسین صاحب ۔

چوہدری شجاعت حسین :جناب والا ! جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ایران پاکستان پرائیویٹ لمیٹڈ ایک کمپنی بنا دی گئی ہے ،میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کے حصے دار کون ہیں ؟

جناب چیئرمین۔جی جناب وزیر صاحب ۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔جناب والا ایران سے اس کے شیئرز جو ہیں وہ ایران پاکستان 51 فیصد اور 49 فیصد کی ریشو کے حساب سے ہیں ۔ اس میں ایران کی کمپنی اس میں main partner ہوگی اور اس کو ایرانی حکومت کی backing سے چلائے گی، پاکستان سے پاکستان گورنمنٹ ہوگی ۔

جناب چیئرمین۔جی جناب مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا کان کی non-production یا availability اور پھر skilled مزدور کی وہاں کمی ہے ' اس کا میں آپ کو اتنا حوالہ دے دوں کہ بہترین skilled labour وہاں موجود ہے ' ملک میں کسی کے ساتھ آپ مقابلہ کرلیں ' خیر میں اپنے سوال کی طرف آتا ہوں' وہ یہ ہے کہ جناب والا کہ ان کو خصوصی طور پر ناکام کرنے کی کوشش کی ہے' یہ باقی تمام باتیں ایسے ہی ہیں ' اس میں بچی بات یہ ہے کہ جب مزدوروں کو انہوں نے نکال دیا' اس وقت میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا نئی جو کمپنی ہے اور پاکستان کا جو شیئر ہے وہ ہمارے صوبے کے employees اور دیگر مزدوروں کو سروس میں لیں گے' یا ابھی جو انہوں نے طریقہ شروع کیا ہے کہ اب باہر سے لوگ لا رہے ہیں' یہ وزیر صاحب ذرا وضاحت فرما دیں۔

جناب چیئرمین۔جی جناب وزیر صاحب۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔ جناب چیئرمین جہاں تک لیبر کے نکالنے کا سوال ہے ' اس میں زیادہ تر مزدور voluntary retirement سکیم پر گئے ہیں ' کچھ جو ۲۰۰ سے اوپر employees تھے ان کو لیبر لاز کے تحت فارغ کیا گیا ہے ' اب جو نئی skilled labour کی بات ہے ' ہمیں تھوڑا سا یہ دھیان رکھنا ہوگا کہ یہ late seventies اور early eighties کی بات ہے ' اس وقت جو پوزیشن تھی اس کا اندازہ ہمیں رکھنا چاہیے۔ اب جو اس میں نئی بھرتی ہو گی ' یہ ملیں لگائی ہی اسی لئے گئی ہیں کہ اس کے علاقے کے لوگوں کو فائدہ ہو ' اور وہاں پر جو بھی qualified لوگ ہیں ' زیادہ تر لوگ جو ہیں اسی علاقے سے لئے جائیں گے ' اور وہاں پر ان کو ٹریننگ بھی دی جائے گی اور ان کی skill کو بڑھایا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔جی جناب حافظ حسین احمد۔

حافظ حسین احمد۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ۱۹۸۲ء سے ۱۹۹۲ء تک ان بند ملوں پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں اور دوسری بات یہ کہ اس دوران ایک مزدور کو کیا تنخواہ دی جاتی رہی ہے ؟

جناب چیئرمین۔جی جناب وزیر پیداوار۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔ ہمیں اس میں جو نقصان ہوا ہے، ان ملوں کا۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ چلیں یہ information ہے یا نہیں ہے، اصل میں بہت سے لوگ سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔۔۔ لیکن ایک چیز کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں یوسف شاہین صاحب پوچھنا چاہتے ہیں رحیم مندوخیل صاحب پوچھنا چاہتے ہیں لیکن اگر اس طرح میں نے allow کیا تو پھر کچھ بھی نہیں ہوگا قانون کے مطابق صرف تین سپلیمنٹری سوال ہیں کبھی کبھی کوئی اہم سوال شروع ہوتا ہے تو میں ایک دو اور allow کردیتا ہوں لیکن یہ تو نہیں کہ اب دس سوال ایک ہی سوال پر ہوں تو پھر باقی کام کیسے ہوگا۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔اس میں total amount of salaries تو available نہیں ہیں بہرحال 565 ملین روپے ۲۰ اکتوبر 93-1992 تک ادا کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین۔یہ انفارمیشن نہیں ہے ان کے ساتھ کیا کیا جائے۔ انفارمیشن ان کے پاس نہیں ہے حافظ صاحب ان کے ساتھ کیا کیا جائے۔

حافظ حسین احمد۔محترم آپ کا فرمانا بجا ہے کہ ہم سوال نہ کریں لیکن یہ بھی شرط لگائیں کہ تین جوابات تو صحیح دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین۔یہ صحیح بات آپ نے کہی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ان میں سے ایک جواب بھی صحیح نہیں ہے۔ تو ہم کیا کریں گے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر انہیں یہ پتہ نہیں ہے کہ ایک مزدور کو دس سال تک 400 روپے فی مزدور دیا گیا ہے۔ ہم کس طرح سے گزارا کریں اب ان کو پتہ نہیں ہے کہ 565 ملین یعنی اس پر خرچہ ہوا دس سال میں تو ان ملوں کی اس وقت قیمت کیا ہے۔ ہمارے صوبے کا مسئلہ ہے جی ہم کیا کرسکتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔اب مجھے بتائیں کہ کیا کیا جائے آپ بتائیں کیا کیا جائے۔

حافظ حسین احمد۔ہم کیا کریں ہمیں بتائیں کہ ہم کیا کریں۔

جناب چیئرمین۔ آپ بتائیں نال جی جناب منسٹر پروڈکشن ۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر ۔ حافظ صاحب نے جو فرمایا میں ذرا اس پر تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کون سا جواب ہے جو کہ غلط دیا گیا ہے ۔ میں نے کہا کہ ہر ایک کی ابھی بھی آپ اگر پوچھنا چاہتے ہیں تفصیل میرے پاس نہیں ہے یہ مانتا ہوں کہ ایک مزدور کی جو تنخواہ وغیرہ تھی وہ میرے پاس نہیں ہے ۔ وہ مجھے وقت اگر دیں گے اگر حکم کریں گے تو میں اگلے سیشن میں آپ کو عرض کر دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے شکریہ اگلا سوال نمبر 4 سید محمد فضل آغا صاحب ۔

4. *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state the number of licences issued for deep sea fishing (tunna longliners) since January, 1990 indicating also the names and other particulars of the persons to whom these licences have been issued?

Syed Iqbal Haider: The number of licences issued for deep sea fishing (Tuna Longliners) since January 1990 todate are 63. The names and other particulars of the persons to whom these licences have been issued under Pak flag and under Stock Assessment are given in Annexure I&II respectively.

Annexure-I

LIST OF THE FIRMS TO WHOM PROVISIONAL FISHING LICENCE FOR TUNA LONG LINERS HAS BEEN ISSUED FROM 1990 TODATE

S. No.	Name and Address of the Firm	Date of Issuance of Provisional Fishing Licence
1.	M/s. Shapphire Global (Pvt) Ltd., 15/1 Khababan-e-Ghazi, Phase-5, D.H.A. Karachi.	19-04-1993
2.	M/s. Sun Star Fisheries (Pvt) Lt., 15/1 Khababan-e-Ghazi, Phase-5 D.H.A. Karachi.	19-04-1993
3.	M/s. Blue Pearls (Pvt) Ltd., 15/1 Khababan-e-Ghazi, Phase-5 D.H.A. Karachi.	19-04-1993
4.	M/s. Offshore Resource (Pvt) Ltd. 15/1 Khababan-e-Ghazi, Phase-5 D.H.A. Karachi.	19-04-1993
5.	M/s. Tai Pak Fisheries (Pvt) Ltd. 504 Clifton Centre, Block-5, Kekkashan Clifton Karachi.	03-02-1993
6.	M/s. Arabian Sea, G.F./1-Block 50 Seaview Apartments D.H.A. Karachi.	18-01-1991
7.	M/s. Akhlaq Enterprises (Pvt) Ltd. 606-608, Business Centre, Mumtaz Hasan Road, I.I. Chundrigar Road Karachi.	11-11-1992
8.	M/s. Tuna Max (Pvt) Ltd., 504, Clifton, D. C. 1, Block-5, Ke Kashan, Clifton Karachi.	08-02-1992
9.	M/s. Cosmo Fisheries (Pvt) Ltd., 15/1 Khababan-e-Ghazi, Phase-5, D.H.A. Karachi.	04-06-1992
10.	M/s. Farooq Tuna (Pvt) Ltd. 48-A/C-2, Gulberg-III, Lahore.	19-04-1993
11.	M/s. S.H. Sea Gul (Pvt) Ltd., 48-A/C-2, Gulberg-II, Lahore.	19-04-1993
12.	M/s. Suleman Fisheries, No. 2 Commercial Block, Hockey Stadium Karachi.	28-02-1993
13.	M/s. Alpha Marine (Pvt) Ltd., 504 Clifton Centre, Main Clifton Karachi.	03-02-1993

Annexure-II

LIST OF THE FIRM AND LICENSES ISSUED FOR OPERATION OF TUNA LONGLINERS FOR STOCK ASSESSMENT SURVEY

M/S. STATE LONG COMPANY

S.No.	Name of Vessel	Licence Issued on	Expiry Date	Remarks
1.	Yuh Yow-127	13-8-1991	12-8-1993	Extension of one year was granted by the care-taker as well as former FAM in July, 93 to M/s State Long Company.
2.	Yuh Yow-102	—do—	—do—	
3.	Yuh Yow-202	—do—	—do—	
4.	Yuh Yow-101	15-12-1991	13-12-1993	
5.	Hsing Hung-101	7-1-1992	5-1-1994	
6.	Kuang Hui-212	15-1-1992	13-1-1994	
7.	Yuh Yow-201	15-1-1992	13-1-1994	
8.	Yuh Yow-237 (Replaced by Yuh Yow-02)	28-1-1992	26-1-1994	
9.	Hsing Chengfa-16	—do—	—do—	
10.	Yu Chen-201	—do—	26-1-1994	
11.	Hsing Lien-71	19-5-1991	14-8-1993	
12.	Hsin Yuan-202	25-5-1992	14-8-1993	
13.	Tong Yu-6	18-7-1992	14-8-1993	
14.	Sheng Fan-213	21-7-1992	14-8-1993	
15.	Shin Yeou-16	—do—	14-8-1993	
	M/S ALC CORPORATION			
1.	Kuo Hung-808	27-7-1992	14-8-1993	Licences expired on 14-8-93 as per terms and conditions of letter of intent.
2.	Chien Chich-66	27-8-1992	—do—	
3.	Liien Chisongne-6	30-8-1992	—do—	
4.	Yuchen Hsiang-7	5-9-1992	—do—	
5.	Yuh Der Shyang-71	17-10-1992	—do—	
6.	Sheng Fan-233	28-10-1992	—do—	
7.	Yuh Hshing-7	12-11-1992	—do—	
8.	Jui Chifa-6	26-11-1992	—do—	
9.	Chien Chung-302	7-12-1992	—do—	
10.	Fuyuan-16	26-12-1992	—do—	
	M/S M.E.F.T. (PVT) LIMITED			
1.	Chen Chung-307	10-9-1991	09-09-1993	A cut-off date for stock assessment survey programme is 14-8-1993 as per decision of Scrutiny Committee.
2.	Chen Chung-201	5-1-1992	3-1-1994	
3.	Hung Li-212	—do—	—do—	
4.	Hung Hsin-212	—do—	—do—	
5.	Chien Hsin-312 (replaced by Hong Ming-231)	9-1-1992	7-1-1994	
6.	Chien Chung-601	14-1-1992	12-1-1994	
7.	Hung Heng-121	15-1-1992	13-1-1994	
8.	Chien Chung-306	22-1-1992	20-1-1994	
9.	Hung Hua-202	15-2-1992	12-2-1994	
10.	Chien Chung-311	1-3-1992	27-2-1994	

S.No.	Name of Vessel	Licence Issued on	Expiry Date	Remarks
	M/S HUSSAIN SERVICES GROUP			
1.	Yui Hsiang-617	19-9-1991	17-9-1993	Cut-off date for stock assessment survey programme as recommended by Scrutiny Committee is 14-8-1993.
2.	Yui Hsiang-627	—do—	—do—	
3.	Yui Chen Hshiang	11-11-1991	9-11-1991	
4.	Yui Chen Hshiang-227	—do—	—do—	
5.	Yui Hsiang-137	11-11-1991	9-11-1991	
6.	Yui Hsiang-221	16-12-1991	14-12-1993	
7.	Yui Hsiang-701	—do—	30-8-1993	
8.	Chung-1 217	—do—	14-12-1993	
9.	Chien Hang-6	26-12-1991	24-12-1993	
10.	Yui Shing Hshiang-126	13-1-1992	11-1-1994	
11.	Fu Yuan-6	4-3-1992	14-8-1993	Licence expired on 14-8-1993 as per letter of intent.
12.	Chung-I 236	—do—	—do—	
13.	Yu Hsing Hsiang-18	—do—	—do—	
14.	Chen Cheih-6	8-6-1992	7-6-1993	
15.	Ying Ren-168	22-10-1992	14-8-1993	

جناب چیئرمین۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے ۔ سپلیمنٹری ۔

سید محمد فضل آغا۔اس میں میرے ضمنی تو بہت سارے بنتے ہیں اس لئے کہ یہ مسئلہ بہت گھمبیر ہے ۔ ایک انہوں نے کہا ہے کہ لائسنس جو ایشو کئے گئے ہیں وہ دوقسم کے ہیں ایک پاک فنیگ ہے اور دوسرا ہے stock assesment تو ایک تو وزیر صاحب یہ definition بتائیں کہ پاک فنیگ کے اندر سٹاک assesment یہ دونوں میں فرق کیا ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ تھوک کے حساب سے یہ ۱۹ اپریل ۹۲ء میں ایک ساتھ ایشو ہوئے ہیں جب کہ ۹۱ء میں صرف ایک ہوا ' اور ۹۲ء میں صرف دو تین ہوئے اور ۹۲ء میں آکر چوتھے مہینے میں انہوں نے بے حساب کردیئے ہیں ۔ یہ کس گورنمنٹ میں ہوئے گورنمنٹ نے کس طرح ایشو کئے ہیں اور کیا پالیسی تھی ۔ دوسری گزارش یہ تھی کہ سٹاک assesment کا بھی ذرا بتائیں پھر ہم سوال کریں گے کہ سٹاک assesment کیا ہے اور پاک فنیگ کیا ہے ؟

جناب چیئرمین ۔ جی جناب منسٹر اقبال حیدر صاحب stock assesment اور پاک فنیگ کہہ رہے ہیں کہ یہ بتائیں اور دوسرا سوال تھا کہ اتنے زیادہ کیوں کئے ہیں ؟

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین پاک فنیگ سے مراد یا انہوں نے جو stock assesment کی ٹرم کو استعمال کیا ہے میں نے بھی معلوم کیا ہے یہ سوال ان سے کیا تھا کہ ان کی مراد mostly یہ تھی کہ وہ weapon جو کہ پاکستانی weapon کے علاوہ فنیگ اس کی کوئی منطق میری سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ stock assesment کرنے کا طریقہ کیا ہے فارن فنیگ پاک فنیگ کا تو میرے لئے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا ۔خیروہ تو معمولی سی بات ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ تو سمجھ آگئی پاک فنیگ اور فارن فنیگ مگر یہ سٹاک assesment کچھ اور ہو گی ۔ یہ کچھ اور چکر ہے یہ کوئی چکر ہے۔ اقبال حیدر صاحب ' یہ کوئی چکر ہے ان سے پوچھنا پڑے گا ۔ یہ نان فنیگ والی بات نہیں ہے یہ کچھ اور ہے ۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر ۔ تو اس میں تمام فارن فنیگ کے سٹاک ہیں جس میں

Annexure-I ہے اور Annexure-II میں جو ہیں سٹاک assesment والے یا سارے foreign flag والے ---

and they are all foreign flag, for what technical reasons internal reasons, traditional reasons and they are using the term stock assesment and is not known but the detailed information is very much available

کہ سٹاک assesment میں کتنے لائسنس دیئے گئے ہیں وہ بھی ہے Annexure-II اور Annexure-I میں پاک فلیگ کے جتنے ہیں وہ بھی دیا ہوا ہے ۔ اور منسلکہ I میں تفصیل دی ہوئی ہے وہ ۱۲ لائسنسز ہیں دوسرے کیس میں 15+10=25 کے قریب ہیں لائسنسز ہیں۔ اور یہ زیادہ تر لائسنسز expire ہو چکے ہیں۔ تمام لائسنسز جو ہیں وہ 92-1991 اور 93، میں ایشو کئے گئے ہیں وہ 94، میں expire ہو رہے ہیں۔

date of issue of all licences is 1991, 1992, 1993 and no licence has been so for.

جناب چیئرمین ۔ یہ سٹاک assesment کا پتہ کریں there is something in this

آغا صاحب ۔ All expiring in 1994.

I know but it is not passed. There is totally different concept.

سید محمد فضل آغا۔ شکریہ جی ۔

جناب چیئرمین ۔ مجھے لگتا ہے licences have been issued to the foreign carriers. How much stock is available and may be on just for doing that کہ ہے کیا to determine they have been given some concession. Just find out کہ ' جی جناب فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ مجھے بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اقبال حیدر صاحب بحیثیت سینیٹر جب ہاؤس میں اس قسم کی باتیں کرتے تھے تب تو سیاسی مقاصد ان کی سمجھ میں آتے تھے لیکن اب یہ اتنے معقول اور reasonable منسٹر ہیں گورنمنٹ کی behalf پر بات کرتے ہیں ۔ اور یہ خود فرماتے ہیں کہ انہیں پتہ نہیں ہے کہ --- اور ---- کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ بتا دیں آپ کو پتہ ہے ۔

سید محمد فضل آغا۔مجھے پتہ ہوتا تو میں پوچھتا کیوں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ہاؤس کے لئے ------

جناب چیئرمین۔جی جناب وہ بتائیں گے ۔ وہ بتائیں گے فصیح اقبال صاحب بتائیں گے ۔

سید محمد فضل آغا۔ایک منٹ میری بات ختم ہونے دیں مجھے یہ پتہ ہے کہ جی ہاؤس میں جب یہ تشریف لاتے ہیں تو ہاؤس میں صحیح معنوں میں گائیڈ کرنا چاہیے اب یہی تو ہمارا رونا ہے کہ منسٹریز اور سیکریٹریٹ ہمیں mislead اور misguide کرتے ہیں fact کو umbrella کے اندر رکھ کر چھپا دیتے ہیں اور اقبال حیدر صاحب خود بریف ہو کر نہیں آتے۔

جناب چیئرمین۔فصیح اقبال صاحب یہ کہتے ہیں کہ انہیں پتہ ہے ۔

سید محمد فضل آغا۔میں پہلے بات ختم کروں دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ 94 میں سارے expire ہو جائیں گے اگر یہ پاک فلیگ کے دیکھ لیں تو 94 میں ہی یہ سارے ایشو ہونے ہیں چوتھے مہینے میں یہ ذرا دیکھ لیں ۔ ۹۴ء کے چوتھے مہینے میں ۱۹ اپریل کو آپ دیکھ لیں۱۹ اپریل کو ایشو ہونے ہیں اچھا یہ اقبال حیدر صاحب کہہ رہے ہیں کہ کینسل ہونے ہیں ۔ تیسری بات یہ ہے اس میں جو کینسل ہونے ہیں اس میں بھی کیا وجوہات ہیں کہ کچھ لوگوں کو انہوں نے ایک سال کی ایکسٹینشن دے دی ۔ اور باقیوں کو کینسل کردیا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اقبال حیدر صاحب اس ہاؤس کو سیریس لیں اب وہ آنریبل منسٹر ہیں اور ذمہ دار شخص ہیں خالی سینیٹر نہیں ہیں کہ ہاؤس میں آ کر ایک پولیٹیکل سٹیٹمنٹ دے کر جان چھڑائیں۔ تو اس کا جواب صحیح آنا چاہیے ایک تو ہمیںdifference چاہیے پاک فلیگ اور سٹاک assesment کا کیا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ لائسنسز کس گورنمنٹ میں ایشو ہوئی ہیں اور کیوں ہوئی ؟

سید اقبال حیدر۔یہ جو غیر ذمہ دارانہ ریمارکس ہیں میرے بارے میں انہوں نے فرمائے انتہائی غیرضروری ہیں اور پتہ نہیں کس بات کا غصہ مجھ پر نکال رہے ہیں کہ سیریس لیں بالکل جناب ہم سیریس لیتے ہیں اور یہ نان سیریس attitude ہے کہ اس طرح کے کلمات آپ ادا کرتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ آپ ایک منٹ بیٹھیں فصیح اقبال بتا دیں فرق کیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ Please sit down جی فصیح صاحب' یہ کیا چیز ہے سٹاک assesment۔ بیٹھیں جی فصیح صاحب میں آپ کو اجازت دوں گا تو آپ اٹھیں ۔

سید فصیح اقبال ۔ سپلیمنٹری سوال ۔

جناب چیئرمین۔ جی فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال ۔ جناب میں وزیر موصوف کے نالج کے لئے بتا رہا ہوں کہ پاک فلیگ اسے کہتے ہیں جو جہاز راں کمپنی پاکستان میں رجسٹرڈ ہو اس کو پاک فلیگ کہتے ہیں یہ فارن فلیگ میں ۳۰۰ فی میل ہمارا ہے for deep sea fishing 300 miles away یہ جو پہلے لائسنسز ہیں پاک فلیگ یہ 35 میل کے لئے دیئے جاتے ہیں اور یہ Tuna fishing کے لئے ایک سروے ہوا ہے کہ 300 miles away جتنے کوارٹرز ہیں ------

جناب چیئرمین۔ جی جناب ۔

سید اقبال حیدر ۔ ان سب چیزوں کا جواب دیا ہوا ہے جو باقاعدہ چھپا ہوا ہے کوئی بات چھپانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ' کیوں چھپائی جائے اس میں صرف ایک terminology کا سوال ہے کہ stock assesment کے کیا معنی ہیں ؟

جناب چیئرمین ۔ صرف معنی دیکھیں Now, this issue is before you. Also find out the details of this. کہ اس کے کیا معنی ہیں ؟ اس کے کیا مقاصد ہیں ' پاکستان کو کیا فائدہ ہوتا ہے ' کیا نقصان ہوتا ہے ؟ There are the issues before you.۔

سید اقبال حیدر ۔ اس میں پانچ لاکھ فیس لی جاتی ہے اس کے ساتھ دو لاکھ سیکورٹی ڈیپازٹ بھی ہے اور تھری پرسنٹ کی رائیلٹی بھی ہے۔ وہ بھی ہے تمام چیزوں کا جواب ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب ابراہیم خان صاحب ۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ جناب عالی سوال میں اشخاص کے نام پوچھے گئے ہیں

جواب میں یہ نام ہیں ہی نہیں - یہ جواب ہی غلط ہے۔

جناب چیئرمین- یہ بھی چیک کرلیں جی کیا بات ہے؟

سید اقبال حیدر- کمپنی کے نام کے نیچے vessel کے نام لکھے ہیں - میرے محترم ممبر نے پوری طرح سے جواب پڑھا نہیں ہے M/s. State long Co. کمپنی کے ماتحت جتنے vessels ہیں ان کے نام ہیں اور Annexure-I میں تمام کمپنیز کے نام دیئے ہوتے ہیں - یہ سب دیا ہوا ہے' موجود ہے۔

جناب چیئرمین- ٹھیک ہے جی - جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد- یہ جو Annexure-I میں نام دیئے ہوئے ہیں ان میں نظر یہ آرہا ہے کہ اس سال ۹۲ء میں چھ لائسنس issue کئے ہیں - اور جہاں تک مجھے یاد ہے 18-4-93 کو جب نیشنل اسمبلی وجود میں آئی تھی تو میں جاننا چاہوں گا کہ ایسا کون سا معلومات کا انقلاب تھا کہ 24 گھنٹے کے اندر اندر یہ چھ لائسنس ایشو کر دیئے ہیں؟

جناب چیئرمین- یہ سب ایک ایڈریس پر ایشو کئے گئے ہیں 5. D.H.A. Karachi

پروفیسر خورشید احمد- معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ سب گھپلا ہے اس میں۔

جناب چیئرمین ! جی بالکل ایک ہی ایڈریس ہے اور ایک ہی تاریخ ہے تو please check up کرلیں اس کو دیکھ لیں۔

سید اقبال حیدر- بالکل جی میں اس کو ضرور چیک کروں گا۔

There is a lot of substantial work Prof. Khurshid has raised.

سید محمد فضل آغا- اس کا کیا فیصلہ ہوا Because I am not satisfied with the replies I have received on the floor of the House. جی اس کا جواب پھر لائیں گے یا کمیٹی میں بھیجا جائے گا۔

جناب چیئرمین- جس طرح آپ کہیں ، کمیٹی میں تو ویسے بھی آپ بحث کرسکتے ہیں- یہ تو Food & Agriculture کے پاس جائے گا یہ کمیٹی اس سے متعلقہ ہے وہ اگر چاہتی ہے تو اس کو examine کرے۔

سید محمد فضل آغا۔اس سب کی تفصیل ہاؤس میں کس طرح لائی گئی ہے اور میں کس طرح مطمئن ہوں جواب کے ساتھ ۔ میں مطمئن نہیں ہوں ، میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین۔اقبال حیدر صاحب۔

What do you advise. Do you defer this question?

Syed Iqbal Haider: May be deferred, please.

جناب چیئرمین۔اس کو ڈیفر کردیتے ہیں تاکہ آپ کو جواب دیا جاسکے ۔۔۔اگلا سوال نمبر 5 احسان شاہ صاحب۔

5. ***Syed Ehsan Shah:** Will the Minister for Industries and Production pleased to state:

(a) the number and exact location of Utility Stores in Makran Division, Balochistan; and

(b) the names of the places of Makran Division where Utility Stores will be opened during the current financial year?

Brig. (Retd.) Muhammad Asghar: (a) At present one Utility Store is operating in Makran Division, which is located at Turbat.

(b) The feasility of opening Utility Stores at the following places in Makran Division will be examined in the next financial year :-

(a) District Panjgur

1. Panjgur

2. Khuda Badan.

3. Surdoo.

(B) District Gowader and Turbat.

(1) Mend (Turbat)

4. Buleda (Turbat)

5. Jiwani (Gawadar)

6. Ormara(Gawadar)

7. Pasni (Gawaser)

8. Kosh Kalat (Turbat)

جناب چیئرمین۔جی ضمنی سوال ۔

سید احسان شاہ۔جی ضمنی سوال یہ ہے جی ۔ کہ جیسے وزیر صاحب نے جواب دیا ہے کہ مندرجہ ذیل کا قابل عمل ہونے کا جائزہ لیا جائے گا ۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کتنے عرصے میں جائزہ لیا جائے گا اور جائزہ لینے کے بعد جن مقامات پہ میسر ہیں وہ کتنے عرصے میں کام کرنا شروع کردیں گے ۔

جناب چیئرمین۔جی جناب وزیر صاحب ۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر ۔جناب چیئرمین جیسے کہ آپ کو معلوم ہے یہ تمام یوٹیلٹی سٹورز جو ہیں no loss basis پہ کھولے جاتے ہیں اور اس کی economic viability جو ہے وہ تعین کرنی پڑتی ہے ' اس کا عام جو سٹینڈرڈ ہے وہ دیکھا جاتا ہے کہ کوئی ۲۰ ہزار کی آبادی ہو تو اس پر یہ بنتے ہیں ۔ چونکہ بلوچستان میں آبادی بہت پھیلی ہوئی ہے اس وجہ سے یہاں ہمیں سٹورز کھولنے میں دقت ہو رہی ہے۔ اس میں' میں یہی عرض کرسکتا ہوں کہ ٹیمیں وہاں پر بھیج رہے ہیں جہاں پہ ضرورت ہو اور پھر اس کی economic viability کا تعین کیا جاتا ہے ۔ میرے خیال میں اس کا جو نتیجہ ہوگا انشاء اللہ اگلے دو تین مہینوں میں پتہ چل جائے گا کہ کہاں کہاں سٹورز قائم ہوں گے ۔ اس کے بعد دیر نہیں لگے گی جلدی سٹورز کھول دیئے جائیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی ۔ احسان صاحب کا سوال تھا پوچھنا چاہتے ہیں ۔ جی ضمنی سوال ۔

سید احسان شاہ۔جناب یہ جو مندرجہ ذیل مقامات کا نام دیا گیا ہے اگر آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس پورے علاقے کی آبادی ۲۰ ہزار سے زیادہ ہوگی کم نہیں

ہوگی ۔ جیسا کہ انہوں نے نام لکھے ہیں یہاں تو آبادی مطلوبہ تعداد سے زیادہ ہے یہاں کم آبادی کا کوئی علاقہ نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔جی جناب منسٹر صاحب ۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر ۔جناب بات یہ ہے کہ on ground دیکھ لیں گے اگر زیادہ ہوگی اور viable ہوگا تو ضرور کھولے جائیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔جی جناب اور کوئی ملک فرید اللہ خان صاحب ۔

ملک فرید اللہ خان ۔جی میں یہ گزارش کروں گا کہ فاٹا میں ابھی تک یوٹیلٹی سٹورز قائم نہیں کئے گئے ہیں ۔ کیا وزیر صاحب جانا پسند کریں گے فاٹا کے area میں یوٹیلٹی سٹورز کھولنے کے معاملے کو زیر غور لائیں گے ؟

جناب چیئرمین ۔جی جناب وزیر صاحب ۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر ۔جناب چیئرمین فاٹا کے متعلق میرے پاس سوال نہیں تھا میں یہ دیکھ کر inform کردوں گا ۔

جناب چیئرمین ۔جی اگلا سوال جی نمبر ۶ پروفیسر خورشید احمد صاحب ۔

6. * Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the number of national and international pharmaceutical companies registered since May, 1993 with their names, country of origin; and

(b) whether permission for a review was given during this period, if so, the names of the medicines whose prices were curtailed together with the names of the companies involved in over-charging and the steps taken by the government to check this practice?

Syed Iqbal Haider: (a) 12 National Pharmaceutical companies have been granted drug manufacturing licenses :-

1. M/s. Sidra Pharma (Pvt) Ltd. (19-7-93).

2. M/s. Semos Pharmaceuticals (Pvt) Ltd. (19-7-93)

3. M/s. Bilal Surgical Cotton Industry, Gojra, (24-7-93)

4. M/s. Mediband Cotton Industry, Faisalabad (19-7-93)

5. M/s. A.Z. Pharmaceutical, Kasur, (19-7-93)

6. M/s. English Pharmaceutical Industry, Lahore (19-7-93)

7. M/s. Werrick Pharmaceutical Islamabad (16-10-93)

8. M/s. Al-Ameer Industry, Sahiwal.

9. M/s. PIMS Pharmaceutical, Islamabad.

10. M/s. Bentley Pharmaceutical (Pvt) Ltd., Lahore, (16-10-93)

11. M/s. Pak General Products (Pvt) Ltd., Lahore (13-12-93)

12. M/s. Katrina Pharmaceutical Industry (Pvt) Ltd., Sheikhupura (14-12-93).

(b) (i) In June 1993, after getting approval from the Economic Coordination Committee of the Cabinet (ECC) 821 formulations of medicines were notified with 5% increase to become ceiling price of all such medicines (Annex. I). The rest stand decontrolled.

(ii) There has been no curtailment in the prices.

(iii) The Provincial Government who regulate sale of drugs have been requested to inform names of the companies, if any, involved in over-charging.

(Annexure has been placed in the Senate Library)

جناب چیئرمین۔جی ضمنی سوال ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔میرا سوال اہم ادویات کے متعلق تھا ان کی قیمتوں کے متعلق میرا سوال تھا ۔ یہ میرے سوال کا تیسرا حصہ ہے ۔ حکومت نے صرف پانچ فیصد اضافے

کی اجازت دی تھی جو معلومات میرے پاس آئی ہیں ' 40 ادویات کی جو فہرست انہوں نے دی ہے اور قیمتوں کا comparison جون ۹۳، تک کم از کم اضافہ پانچ فیصد اور زیادہ سے زیادہ ۲ فیصد ہوا۔ اور جو آپ نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت

The Provincial Governments who regulate sale of drugs have been requested to inform names of the companies, if any, involved in over charging.

تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اتنا عظیم اضافہ لوگوں کے لئے کمر توڑ دینے والا ہے۔ اس بارے میں حکومت نے کیا اقدام کیا ہے؟

جناب چیئرمین۔جی جناب شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔جناب چیئرمین صاحب 5 فیصد زیادہ کی بات کی گئی تھی اور یہ سینٹ کی ایک کمیٹی کے زیر غور رہا تھا اور اس کے بعد اگرچہ معزز رکن کو یہ معلوم ہے کہ اس کے لئے 821 آئیٹم ہیں جن کی اجازت دی گئی تھی پانچ فیصد کی ceiling مقرر کردی گئی ہے جہاں تک پچاس فیصد اور ساٹھ فیصد والی بات ہے تو یہ بات درست نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پانچ فیصد کے لئے اجازت تھی یہاں ایک بات کلیر کرنا بہت ضروری ہے۔ مثلاً ایک کیمیکل ہے۔ جس کی ریسرچ کی گئی ہے اور مارکیٹ کیا گیا ہے۔ تو بے شک اس کمپنی کے لیول (یعنی پرائس) کو drugs سے ایک خاص ceiling قائم کی گئی۔ وہ بھی پانچ فیصد ہے۔ اور اس کے بعد جو دوسری کمپنیاں ہیں اسی قسم کی drugs بناتی ہیں۔ تو وہ اس ceiling تک جا سکتی ہیں ان سے زائد نہیں جا سکتیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ کہ پانچ فیصد سے زائد پچاس فیصد انہوں نے اپنے طور پر ' پھر گزٹ نوٹیفکیشن کیا گیا ہے لسٹ موجود ہے اور سارا کچھ موجود ہے۔ کہ اس طریقہ کار سے وہ پانچ فیصد سے زائد جو ceiling مقرر کی گئی تھی اس سے ایک دھیلا پیسہ وہ زائد چارج نہیں کرسکتے۔

معزز رکن کا جو دوسرا سوال ہے وہ یہ ہے کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے اور وہ پچھلی کمپنیوں نے تجاویز کیا ہے وہ پکڑی گئی تھیں یا نہیں۔ یہ بات تو چاروں صوبوں کی ہے۔ اب اس کے لئے بھی کوشش کی گئی ہے کہ اگر کہیں ایسا ہوا ہے تو چونکہ بنیادی طور پر یہ

صوبائی گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے فیڈرل گورنمنٹ کی نہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کی صرف یہاں تک ڈیوٹی ہے کہ ان کو equalise کرے جو increase ہو وہ فیصلہ کرے ۔ اور نوٹیفکیشن کے ذریعے ان کی اصلاح کرائے ۔ sale اور purchase جو وہاں ہو ۔ وہاں ڈرگ انسپکٹرز ہیں دوسرا تمام عملہ ہے یہ صوبائی مسئلہ ہے اس ضمن میں ابھی کوئی انہوں نے رپورٹ نہیں کی کسی صوبے میں بھی۔ over charging کے case بنائے ہیں یا نہیں ۔ اور مزید کھوج لگانے کے لئے میں پروفیسر صاحب سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہم جلد از جلد انفارمیشن اکٹھی کرنے کی کوشش کریں گے کہ انہوں نے over charging کے خلاف کوئی ایکشن لیا یا نہیں لیا۔ کس مقام پر وہ کیس ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں ۔ اور صرف ریکارڈ کے لئے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت کی سب کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب ہیں جو یہاں موجود نہیں۔ انہوں نے خط لکھا تھا ۔ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کراچی۔ اس کے چیئرمین نے جواب دیا ہے اس کے ساتھ یہ فہرست پوری لگائی ہے جس میں تاریخ وار پیرے دیئے ہیں اور یہ بتاتے ہیں essential drugs میں پچاس فیصد سے لے کر ۲۲۳ فگر ہے۔ میں آپ کو کاغذات دیتا ہوں ۔ اور اگر یہ صحیح ہیں ---

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین اگر ان کی بات درست ہوئی تو ۔
Serious action will be taken and it will be reported back to this august House.

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Bisharat Elahi Sahib.

Dr. Bisharat Elahi: Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chaiman, the pricing about which the honourable Minister has been talking about, an increase of 5% refers to the ceiling price. This is the catch in the whole pricing system. What is implied over here is, for instance, we have a company by the name of "Welcome", which makes a certain drug, let us call it,

drug 'A'. It is marketing its drug at the price of say Rs.5/- per tablet. There are a number of other national companies which are also making the drugs 'A' but they have under different names. Now, these national companies, the leader Welcome has been given an increase of 5% on Rs.5/-. The national companies can go right up to that ceiling price. For instance, the natinal company which is marketing this drug, say rupee 1/- can go straightaway to Rs.5.50 if it wants to. This is the whole crux of the matter which has upset the pricing system completely. What Prof. Khurshid mentioned just now is factually correct. Because some of the leaders, the international companies who lead in certain drugs, have not restricted themselves to 5% but have gone far beyond 5%. There has been a lot of hue and cry and the matter was taken up in the Senate Health Committee of which I am not the Chairman but Brig. Hayat is the Chairman who had appointed a sub-committee of which I am the Chairman to look into the pricing of the drugs. We have collected data. Unfortunately we have not held a meeting but we are having a meeting tomorrow morning to discuss this adjournment motion which was presented by Prof. Khurshid in the last session of the Senate. However, one thing is very clear that the Health Department or the Ministry of Health apparently seems to have no control on the prices of essentials as well as non-essential drugs in the country. It is a fact and the honourable Minister must recognize this fact that the common man has been put to considerable difficulties by this increase and this increase is going on every month, every two months, every three months, eversince the new formula has been devised. Thank you very much, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Minister, please.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Now I want to clarify it. This was

quite clear when I said, the upper ceiling was fixed only 5% was allowed. The reason of this has got a special---- for example pioneering and consellling theory. Amoxil and all that the finest drugs are marketed and the price ceiling has been fixed for that. Similarly, as the honourable Member has described that there are so many other drugs manufacturing companies, they also market the same drug with less price. If they have come to the upper ceiling as has been fixed by the government the calculation has gone high as they have said it might have gone 40%, 50% but the thing which was scrutinized and the items which were calculated are 821 and above that no price has gone. That is a criterion laid down and this has been carried out by the Government.

Now, there was also a division which has not been mentioned which decontrols these. For the information of this august House, there are thousands of those in them the right thing that they said that they were not taken as essential drugs, specifically I may inform this august House, I think, this is something major chemical , "zarraat per be control", but the control of the government has been done for 821 rather than 36 and similarly thousands of items have been exempted. They have been decontrolled and they have also been affected, I do agree to it. When they have been set free then they can increase their prices at any time but this has been practice in our country that any item which has not increased its price even if something has happened, I am against it. We will never bring back to that status or we don't lower the prices. Therefore, this thing which has been done by the Committee I do have got a special reservation that they should not have done it. This is a technical thing in our country than anything is let loose and they do what they want to do arbitrarily and that is why the effect on common man about these drugs have happened and whenever they go to

market their local price has been increased by due to two faults.

On decontrolling of most of the medicines which were regarded as non-essentials. Secondly, they should have considered at that time while the ceiling was being fixed for specific chemicals, then, it should have been specified that the only companies who are the research companies they can increase others who have got lower price. They have got no right to ask about the drug ceiling. There was no restriction put on that the things have happened wrong due to these errors committed by the committee's proposal. That is the reason.

جناب چیئرمین۔اگلا سوال نمبر، پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

7. * Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the steps taken by the government to call the attention of the international public opinion for the protection of life and property of the muslims in India and for the reconstruction of Babri Mosque after its desecration and demolition till todate?

Sardar Asif Ahmad Ali: It may be recalled that immediately after receiving the sad news of the destruction of the historic Babri Mosque on 6 December, 1992. the Government had expressed his deep "shock and horror", on this sacrilegious act by the Hindu fundamentalists. The Government took steps to apprise the international community of Pakistan's outrage and concern over the plight of the Muslim community exemplified by the tragic incident.

On 8th December 1992, at Pakistan's initiative a meeting of the Permanent Representatives of the OIC member countries was held in New York to evolve appropriate diplomatic initiatives. The OIC Chairman (in New York) issued a statement condemning the destruction of Mosque and calling upon the

Indian Government to:

(i) Offer full protection to the Muslim minority;

(ii) Take immediate action to rebuild the Mosque, and

(iii) Take punitive action against those responsible for this heinous act.

In New York on 14th December, 1992, our Permanent Representative called on the Secretary General UN. H.E. Mr. Boutros Ghali and briefed him in detail on the all relevant aspects of the demolition of Babri Masjid and its grave implications.

The Pakistan delegation made a detailed reference to the abhorrent destruction of the Babri Masjid at the hands of Hindu revanchists in his intervention at the UN General Assembly Plenary of the Third Committee. Pakistan was joined by Saudi Arabia, Turkey, Iran and Bangladesh in the condemnation of the odious savagery in Ayodhya.

The National Assembly passed a resolution on 24 December 1992 expressing deep anguish at the sacrilege and destruction of the historic Babri Masjid by the fanatic Hindus. The House demanded that the culprits responsible for their act of profanities of the Babri Mosque be apprehended and put on trial expeditiously. The Indian Government was called upon to take immediate steps to rebuild the Babri Masjid at its orignal site.

This august House also passed a similar resolution on 7 January 1993 strongly condemning the demolition of the Babri Mosque at the hands of Hindu extremists. The august House called upon the Government of India to adopt urgent and appropriate measures to protect the life and property of the Muslim minority and the sanctity of its places of worship in India on a permanent basis.

The 21st Islamic Conference of Foreign Ministers held in Karachi from 25-29 April 1993 adopted a strong resolution on the Babri Masjid demanding that the Mosque should be rebuilt by India at its original site. The resolution called upon the Indian Government to safeguard the interests and holy places of Muslim minority in India.

Following the sacrilege and destruction of the historic Babri Mosque, the ensuing communal roits claimed death of more than 3000 Muslims in different parts of India. Unfortunately, police authorities, instead of protecting the minority community, actually colluded with Hindu extremists in their aggression against the Muslim community. The anti-Muslim riots also resulted in the tremendous loss to the property and business belonging to Muslim in Delhi, UP, Maharashtra and Bombay. The total loss to the property can not be quantified. However a large number of shops and houses belonging to Muslims were burnt down by Hindu exrtremists.

In the wake of obliteration of a symbol of their identity and recurrent carnage, the Muslim community of India lives under a perpetual 'fear psychosis' in the so-called largest secular democracy of the world. There have been threats about 'kicking out' Muslims from India if they don't soak themselves in the Hindu culture. The extremist leadership has threatened to subject Muslims to extreme repressive measures unless they join the Hindu main stream for establishing 'Ram Raj' in India. Unfortunately, adequate steps have not been taken to reassure minorities of its ability and resolve to protect them against the rising tide of fundamentalism in India.

The august House is aware that on the eve of the first anniversary of the desecration of the Babri Mosque, on 6th December, 1993, the Government of

Pakistan issued a strong statement recalling that the Indian Government had made a solemn promise that the Babri Mosque would be rebuilt on its original site. During the past year the Indian Government has been repeatedly reminded of its commitment regarding the rebuilding of the Babri Mosque. Regrettably, the reconstruction of the Mosque has not so far been taken in hand. The Government strongly urged the Indian Government to fulfil its commitment on rebuilding of the historic Mosque. The Government also hopes that Prime Minister Narasimha Rao fulfills his promise of rebuilding the Babri Mosque at its original site.

جناب چیئرمین۔ ضمنی سوال پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ سوال یہ ہے کہ بابری مسجد کے سلسلے میں حکومت نے کیا کیا۔ یہ جو جواب آیا ہے یہ میں نے پڑھ لیا ہے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ اصل واقعہ کے بعد بجز بیانات کے اور وہ بھی پاکستان میں اور اس وقت جو اعلانات کئے گئے تھے کہ پوری دنیا میں ہم اس کے لئے مہم چلائیں گے ۔ وفود بھیجیں گے ۔ کیا کام ہوا ہے اس کی تفصیل نہیں آئی۔ صرف anniversary منانے کے لئے صرف ایک بیان دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جواب میں اور کچھ نہیں ہے ۔ اگر کچھ ہوا ہے تو مجھے بتلائیں ورنہ ہاؤس کو یہ بتائیں کہ پورے ایک سال میں اس اہم معاملے کے لئے کیا گیا ہے اور جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے ہندوستان کے پرائم منسٹر سے توقع ہے کہ وہ اپنے وعدے کو پورا کریں گے اور مسجد کی تعمیر نو اسی مقام پر کرائیں گے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس کے اوپر اس وقت ہندوستان میں اتنی بڑی controversy ہو رہی ہے کہ پرائم منسٹر جو ہے وہ اس مقام پر تعمیر کرنے کے لئے تیار ہی نہیں؛

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین تمام تر جو کارروائی حکومت کی جانب سے بابری مسجد کے ایک انتہائی قابل مذمت سانحے کے بارے میں مسلسل کی گئی ہے اس کی پوری تفصیل دی گئی ہے کیونکہ معاملہ ہندوستان کی اپنی حکومت کا ہے اور ان کے اوپر ہمارا

اخلاقی اور سفارتی پریشر برابر جاری ہے ، اس پر ہم ذال رہے ہیں کہ بابری مسجد کی تعمیر نو ہو ۔ متاثرین کو compensation ملے اور جن لوگوں نے اس بھیانک جرم کا ارتکاب کیا ہے انہیں سخت سزائیں ہوں ۔ اس کے لئے ہم نے ہر طرح سے کوئی ابھی ایسا فورم نہیں ہے جہاں پر کہ بابری مسجد کے ایشو کو نہ اٹھایا گیا ہو اور آئی جے آئی کی حکومت نے بھی اس کو اٹھایا ہے اور آج موجودہ حکومت بھی بابری مسجد کے سانحے کو ہر ممکن فورم پر اٹھائے گی جب تک کہ بابری مسجد کا وقار اور اس کی اپنی عمارت بحال نہ ہو جائے اور آئندہ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم آئندہ جو ماہ جنوری میں ہندوستان سے مذاکرات ہونے والے ہیں اس میں بھی ہم غور کررہے ہیں ، اس میں بھی اس کو اٹھانے کی کیا کیا possibilities اور probabilities ہیں جو manner effective manner of with India is also being considered and action not be given up. بابری مسجد کے واقعہ کو کسی حالت میں بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ۔

And it will remain very much on our mind to mobilize more public opinion to take more effective measures for its restoration.

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین میں اقبال حیدر صاحب کے جذبات سے اتفاق کرتا ہوں ۔ یقیناً ان کے جذبات اور میرے جذبات اس معاملے پر ایک ہی ہیں ۔ لیکن میں تو ایک factual بات کہنا چاہ رہا ہوں کہ جو جواب آپ نے دیا ہے 6 دسمبر ۱۹۹۲ کو یہ سانحہ ہوا ہے ۔ اس کے بعد آپ کی آخری کوشش جو ہے وہ 24 دسمبر کی تھی اسمبلی کی اور اس کے بعد پھر ،جنوری کو او آئی سی کی نیویارک کی میٹنگ او ر اپریل ۱۹۹۳ء کی جو او آئی سی کی میٹنگ کراچی میں ہوئی ۔ ان کے علاوہ مجھے کوئی معلومات نہیں مل سکیں کہ گورنمنٹ نے کس فورم پر کس طریقے سے اس مسئلے کو اٹھایا ۔ اس کے لئے کہاں کہاں ڈیلی گیشن بھیجے ۔ پاکستان کے فارن مشنز نے کہاں کام کیا ۔ یونائیٹڈ نیشنز میں آپ نے کوشش کی تھی یا نہیں ، انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے متعلق بتائیں کہ انہوں نے ایگزامن کیا یا نہیں کیا ۔ ان باتوں کا ذکر اس جواب میں نہیں ہے ۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ جو کورٹ ہے اس کورٹ میں کچھ ہوا ہے ؟ یہ سوال نہ آئی جے آئی سے ہے ، نہ آپ سے ۔ اس لئے کہ بلاشبہ اس وقت آپ کی حکومت نہیں تھی۔ میرا

مقصد آپ کی ذات یا حکومت پر تنقید نہیں ہے ۔ میرا یہ کہنا ہے کہ یہ gaps ہیں
اور اس پورے زمانے میں اس کے بارے میں کوئی موثر قدم ہماری حکومت نے نہیں اٹھایا؟

سید اقبال حیدر ۔ گیپ اتنے بھی زیادہ نہیں ہیں جناب چیئرمین اس میں ۱۹۹۳، میں جب کہ کیئر ٹیکر گورنمنٹ آئی تھی تو اسلامک کنٹریز کے فارن منسٹرز کی کانفرنس ہوئی تھی اپریل ۱۹۹۳، میں اس کیئرٹیکر گورنمنٹ نے ابھی اس ایشو کو بڑے شد و مد سے اٹھایا تھا اور ایک بہت ہی strong resolution بھی اس سلسلے میں پاس کیا گیا تھا ۔ جہاں آئی سی جے کا تعلق ہے جیسا کہ معزز رکن کو خود بھی معلوم ہے کہ آئی سی جے میں معاملہ یکطرفہ طور پر بھیجنا ناممکن ہے جب تک دونوں فریق جو ہیں اس بات پر رضامندی کا اظہار نہ کریں کہ یہ معاملہ آئی سی جے حل کرے اور اس میں ہماری حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا ، ہماری کوشش ہوگی کہ ہم تمام بین الاقوامی اور بین الاقوامی عدالتی اداروں کو استعمال کریں ۔

Mr. Chairman: Yahya Bakhtiar Sahib.

Mr. Yahya Bakhtiar: Thank you Sir, on the previous occasions I had drawn the attention of the Minister for Foreign Affairs that this issue should be taken up in the Human Rights Commission of United Nations at Geneva. I defend that, I also requested them to move the Government of India for consensus to move the United Nation General Assembly. All that you need is to get the consent. Let India recognize it, let India refuse it. They are in a very awkward position. So, this could have been taken at the International Court of Justice. I don't pose the question to the Foreign Minister. I raised the issue here but they don't bother to ask India at all. Because they don't want to go, they say there is no consent. Did you offer consent. I request them to ask the Government of India whether they consent to it or not, if they don't, then it is very easy to move to Iran or any other friendly country.

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین ماضی میں کچھ lapses تو ضرور ہوئی ہیں ۔ بہت

سارے اورفورم تھے جن پر اس اہم ترین ایشو کو اٹھایا جا سکتا ہے ۔ ان تمام remedies کو avail کرنے میں تھوڑی بہت کوتاہیاں ہوئی ہیں ۔ یہ ماضی کی بات ہے ۔ ہماری نہیں ۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ---- میں نے مسلسل اس طرح سے بیان دیا ہے کہ میں اس موقع کو یا اس مقدس مشن کے اوپر---اپنی قوم میں ایک اتحاد کی فضا کی وجہ سے میں نے اجتناب کیا ہے۔ آئی جے آئی کی حکومت کے اوپر کسی قسم کا کوئی aspersion نہ پڑے کیونکہ یہ ایک بین الاقوامی ایشو ہے۔ یہ ہمارے اپنے مذہب کے تقدس کا سوال ہے ۔ یہ ہماری اپنی مساجد کا سوال ہے ' یہ ہمارے مسلمانوں کی زندگی اور ان کی نسلوں کے وجود کا سوال ہے ۔ اس لئے میں نے دانستہ طور پر ماضی میں جو lapses ہوئے ہیں اس کو high-light نہیں کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ہال میں اور اس ایشو کے اوپر ہم میں اشتراک عمل ہو ۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف مل کر اس مسئلے کے اوپر پوری دنیا کو بتا دیں کہ ہمارے جذبات ایک ہیں اور اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کو پورا کرنے کے لئے ہماری حکومت بھرپور کوشش کرے گی اور ہر ممکن اقدامات اٹھانے گی ۔

جناب چیئرمین۔اگلا سوال نمبر۱۰ پروفیسر خورشید احمد صاحب ۔

10. * Prof. Khurshid Ahmed: Will the Minister for Food Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) whether it is a fact that a US-based firm has been exporting prohibited cotton seed to Pakistan for the past 3 years threatening the main cash crop with diseases and pests unkown to local farmers, if so, the action taken against the said firm, importers and inspectors and officers responsible for protection of cotton in the country;and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to review the existing laws so as to effectively control such imports that may pose threats to Agriculture crops?

Syed Iqbal Haider: (a) There is no such evidence on record. The

only such instances has been this year when MINFA's Plant Quarantine Department detected a container arriving on 12-11-1993 from the USA containing 1000 lbs of 'Okra' and 8800 lbs of cotton seed imported by M/s. ARTICO Pak, Karachi. Since import of cotton seed is prohibited under the provision of Rule 28(2) of the Quarantine Rules except upto a quantity of one pound and for research purpose only, the Plant Protection Department did not allow its clearance. The said cotton seed consignment was finally destroyed at the Karachi Port.

(b) No change/review is envisaged as the present law/rules on the subject are adequate. However, there is a need for greater inter-ministerial coordination for which MINFA has already taken up the matter with the Ministry of Commerce.

Prof. Khurshid Ahmed: There is no such evidence on record.

پہلا سوال یہ ہے جی اور بسم اللہ تو یہاں سے ہوتی ہے کہ there is no evidence on record اور اس کے بعد آ رہا ہے کہ ہاں ایک کمپنی آرٹیکو نے اس quantity سے جو permitted ہے جو صرف ریسرچ کے لئے ہوتی ہے زیادہ بیج بھیجا اور اسے ہم نے destroy کر دیا۔ تو پہلا سوال میرا یہ ہے کہ اس proposition کو آپ کیسے resolve کریں گے۔ نمبر۲ یہ کہ جس کمپنی نے امپورٹ کیا اور جس کمپنی نے ایکسپورٹ کیا کیا ان دونوں کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے؟

سید اقبال حیدر۔جناب میرا بھی یہی تاثر تھا جب میں نے رات کو اس سوال کا جواب پڑھا تو جناب آپ یہ کہتے ہیں کہ There is no such incidence, there was an incidence. لیکن وہ incidence جو تھا وہ ہے ۱۲ نومبر ۱۹۹۲ء کا۔ یہ حالیہ incidence ہے۔ اس میں تمام تر اس کے اوپر disciplinary action لئے جا رہے ہیں۔

All possible actions against the concerned employees are under consideration by

the Ministry and will not be spared on that. This is a very serious issue that how the infected seeds were allowed to be imported in Pakistan which are destroying our crop and the strength of our soil, and the action will be taken against the supplier as well as all the persons involved in this issue. And this matter will not be closed down, Sir. Since this is a very recent issue they are still investigating. The Minister should kindly inform the House as to what steps have been taken?

جناب چیئرمین۔ جی فضل آغا صاحب ۔

سید محمد فضل آغا۔ میں عرض کرتا ہوں منسٹر صاحب سے ، انہوں نے کہا کہ وہ انکوائری کرکے اور ایکشن کے بعد ہاؤس کو inform کریں گے ۔ میں عرض کروں گا کہ تمام ایکشن کے بعد ہاؤس کو inform کیا جائے ۔ شکریہ جی ۔

جناب چیئرمین۔ سوالات کا وقت پورا ہوگیا ہے ۔

Rest of the answers will be taken as read and they will form part of the proceedings.(+)

Mir Abdul Jabbar: Of course, these are the part of the proceedings, no doubt, Sir, but I think we should keep in mind also that we have to share it with other questions.

جناب چیئرمین۔ آپ کے سامنے ہی ہے وہ مسئلہ ، کوشش تو کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ہو جائیں ۔

† 11 *Mir Abdul Jabbar: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) the total cultivable area with area under cultivation; and

---

(+) The Question Hour being over the remaining questions and answers were laid on the table of the House forming part of the debate.

(b) the income earned by the Federal and Provincial Governments from the agricultural sector in the shape of ushr and land revenues during the last five years with year-wise break-up?

Syed Iqbal Haider:(a) The total cultivable area in the country is 73.50 million acres and actual area under cultivation is 51.63 million acres. The Province-wise break-up is as under :-

Province	Cultivable Area	Cultivated Area
	—Million Acres—	
Punjab	33.73	29.18
Sindh	16.84	13.75
N.W.F.P.	7.24	4.70
Balochistan	15.69	4.00
Total:	73.50	51.63

(b) The income earned through Ushr and Land Revenue by the Provincial Governments for five years is as under :—

(Million Rupees)

Province	1987-88	1988-89	1989-90	1990-91	1991-92
Punjab	453	468	499	659	611
Sindh	107	83	79	81	45
NWFP	38	38	37	45	56
Balochistan	8	9	9	9	25
Total:	606	598	624	794	737

12. *Mir Abdul Jabbar: Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the procedure for election/nomination and appointment of the members of the National Council for Homoeopathy and their term of office; and

(b) the names, qualifications, experience and place of domicile of the members of the Council since the enforcement of Homoeopathic Practitioners Act?

Syed Iqbal Haider: (a) The National Council for Homoeopathy consists of 21 members.

(i) Thirteen members i.e., five from Punjab, three from Sindh, two from NWFP and one from Balochistan are elected through postal ballot from amongst registered/listed practitioners of Homoeopathy on provincial basis. The elections to two seats reserved for teachers of Homoeopathy are held on all Pakistan basis through polling by the teachers of recognised Homoeopathic colleges.

(ii) 8 members are nominated by the Federal Government out of which one is to be a scientist and 4 are provincial nominees i.e., one from each province on the basis of recommendation of respective Provincial Government.

The term of office is five years.

(b) The information is annexed.

Annex

NATIONAL COUNCIL FOR HOMOEOPATHY (5TH BODY) 1987—93

S. No.	Name	Qualification	Experience	Domicile
1.	H/Dr. A.M. Hamid.	F.Sc.	39 Years.	Sind
2.	H/Dr. A.M. Ghayur Ahmed Khan.	Matric	30 Years.	N.W.F.P.
3.	H/Dr. Mahmood-ul-Hassan Riaz.	F.A.	33 Years.	Baluchistan.
4.	H/Dr. Muhammad Yaqoob.	—	48 Years.	Sind
5.	H/Dr. Ashfaq Ahmed.	B.A.	17 Years.	Punjab.
6.	H/Dr. M.B. Javed Awan.	Matric	18 Years.	Punjab.
7.	H/Dr. Muhammad Ashraf Ch.	Matric.	20 Years.	Punjab.
8.	H/Dr. Muhammad Hafizullah.	B.A.	29 Years.	Punjab.
9.	H/Dr. Ahmed Ali Wassi.	Matric.	43 Years.	N.W.F.P.
10.	H/Dr. Prof. K.B. Naseem.	M.A., P.hd.	—	N.W.F.P. (Nomination)
11.	H/Dr. Prof. M. Ashraf Khan.	M.A	25 Years.	N.W.F.P.
12.	H/Dr. Ahmed Hussain.	B.A.	28 Years.	Punjab.
13.	H/Dr. Bashir Ahmed Kasuri.	Matric	15 Years.	Punjab.
14.	H/Dr. Wali Muhammad.	Matric	36 Years.	Punjab
15.	H/Dr. Qudrat Ali Kiani.	Inter.	31 Years.	Punjab.

S. No.	Name	Qualification	Experience	Domicile
16.	H/Dr. M. Akbar Ali.	Matric.	16 Years.	Sind.
17.	H/Dr. Prof. Pirzada M.A. Siddiqui	M.Sc., P.hd.	—	— (Nomination).
18.	H/Dr. Prof. Shah Azmat Ali.	M.A., M.SC., N.Ed.	13 Years.	— (Nomination).
19.	H/Dr. Qazi Dost Muhammad.	Non-Matric.	33 Years.	Baluchistan.
20.	H/Dr. Misbahul Haq Qureshi.	B.Sc.	21 Years.	Punjab.
21.	H/Dr. Mazhar Ali Bhatti.	Matric.	22 Years.	Punjab.

NATIONAL COUNCIL FOR HOMOEOPATHY 4TH BODY 1978—1987

S. No.	Name	Qualification	Experience	Domicile
1.	H/Dr. A. M. Hamid.	F.Sc.	33 Years.	Sind.
2.	H/Dr. N.Y.K. Sharqui.	Non-Matric.	39 Years.	Punjab.
3.	H/Dr. Muhammad Yaqoob.	Non-Matric.	42 Years.	Sind
4.	H/Dr. Farouk Ismail Nami.	BSc LLB.	13 Years.	Sind.
5.	H/Dr. Capt. Ghayur Ahmed Khan.	Matric.	24 Years.	N.W.F.P.
6.	H/Dr. M.B. Javed Awan.	Matric.	9 Years.	Punjab.
7.	H/Dr. Habibur Rehman Khan.	Matric.	39 Years.	Baluchistan.
8.	H/Dr. Altaf Hussain.	Matric.	32 Years.	Punjab.
9.	H/Dr. Ch. Ahmed Saeed.	Matric.	49 Years.	Punjab.
10.	H/Dr. Muhammad Athar Qureshi.	Non Matric.	25 Years.	Sind.
11.	H/Dr. M. Ahmed Ali Warsi.	Matric.	37 Years.	NWFP.
12.	H/Dr. Mumtaz Gillani.	Matric.	31 Years.	NWFP.
13.	H/Dr. Ashfaq Ahmed.	B.A.	11 Years.	Punjab.
14.	H/Dr. Abdul Qayoom Qureshi.	Matric.	32 Years.	Sind.
15.	H/Dr. Muhammad Hafizullah.	B.A.	23 Years.	Punjab.
16.	H/Dr. Naseem Ahmad.	B.A.	21 Years.	Punjab.
17.	H/Dr. Asghar Ali.	Matric.	25 Years.	Punjab.
18.	H/Dr. Muhammad Saleem Akhtar.	Matric.	24 Years.	Punjab.
19.	H/Dr. Muhammad Ashraf Ch.	Matric.	22 Years.	Punjab.
20.	H/Dr. Zahir Ahmed Jan.	Phd.	—	Punjab.
21.	H/Dr. Mahmood-ul-Hassan Riaz.	F.A.	27 Years.	Baluchistan.

BOARD OF HOMOEOPATHIC SYSTEM OF MEDICINE (THIRD BODY) 1971—1978

S. No.	Name	Qualification	Experience	Domicile
1.	H/Dr. Muhammad Ismail Nami.	Matric.	45 Years.	Sind.
2.	H/Dr. A.M. Hamid.	F.Sc.	23 Years.	Sind.
3.	H/Dr. Ch. Ahmad Saeed.	Matric.	39 Years.	Punjab.
4.	H/Dr. Altaf Hussain.	Matric.	22 Years.	Punjab.
5.	H/Dr. S.M. Riaz.	F.A.	17 Years.	Baluchistan.
6.	H/Dr. A.R. Hashmi.	Matric.	31 Years.	Sind.
7.	H/Dr. A.H.R. Hanfi.	Inter.	30 Years.	Sind.
8.	H/Dr. Abdul Aziz.	M.B.B.S.	Scientist	—

BOARD OF HOMOEOPATHIC SYSTEM OF MEDICINE (SECOND BODY) 1968—1971

S. No.	Name	Qualification	Experience	Domicile
1.	H/Dr. Nurul Wahab.	B.A.	17 Years	East Pakistan.
2.	H/Dr. A.M Hamid.	F.Sc.	20 Years.	Sind.
3.	H/Dr. Ch. Ahmed Saeed.	Matric.	35 Years.	Punjab.
4.	H/Dr. S.M. Rahman.	B.A/B.T.	20 Years.	East Pakistan.
5.	H/Dr. Inayat Khan.	M.B.B.S/Phd.	Scientist Member	—
6.	H/Dr. Altaf Hussain	Matric.	19 Years.	Punjab.
7.	H/Dr. Mahmood-ul-Hassan Riaz.	F.A.	14 Years.	Baluchistan.
8.	H/Dr. A.K. Hanfi.	Inter.	27 Years.	Sind.
9.	H/Dr. Gharib ullah Muhammad Arif.	Matric.	23 Years.	East Pakistan.
10.	H/Dr. A.B.M. Quabil Ahmad.	Matric.	17 Years.	East Pakistan.
11.	H/Dr. Muhammad Masood Qureshi.	Matric.	35 Years.	Punjab.
12.	H/Dr. M.A. Saeed.	Non Matric.	—	Punjab.
13.	H/Dr. M. Ismail Nami.	Matric.	43 Years.	Sind.
14.	H/Dr. Abdus Sattar.	Matric.	18 Years.	East Pakistan.
15.	H/Dr. Muhammad Ali.	M.A.	—	—
16.	H/Dr. Sardar Muhammad Shamsur-Rahman.	Matric.	15 Years.	East Pakistan.
17.	H/Dr. Abdul Malik.	Matric.	12 Years.	East Pakistan.
18.	H/Dr. Abdul Rab Hashmi.	Matric.	28 Years.	Sind.
19.	H/Dr. Sadeque Hussain.	Matric.	9 Years.	East Pakistan.

BOARD OF HOMOEOPATHIC SYSTEM OF MEDICINE (FIRST BODY) 1965—1968

S. No.	Name	Qualification	Experience	Domicile
1.	H/Dr. U.A. Pasha.	Non Matric.	34 Years.	Sind.
2.	H/Dr. Nurul Wahab.	B.A.	10 Years.	East Pakistan.
3.	H/Dr. M. Masood Qureshi.	Matric.	32 Years.	Punjab.
4.	H/Dr. Zahir Hussain Ch.	Non Matric.	37 Years.	East Pakistan.
5.	H/Dr. M.A. Saeed.	Non Matric.	—	Punjab.
6.	H/Dr. D.B. Khan.	Matric.	36 Years.	East Pakistan.
7.	H/Dr. R.D. Ghazi.	Non Matric.	—	Punjab.
8.	H/Dr. M.I. Nami.	Matric.	43 Years.	Sind.
9.	H/Dr. F.M. Afzal.	Matric.	33 Years.	Punjab.
10.	H/Dr. M. Salahuddin.	Matric.	33 Years.	East Pakistan.
11.	H/Dr. Ch. Ahmad Saeed Alvi.	Matric.	33 Years.	Punjab.
12.	H/Dr. Gharibullah M. Arif.	Matric.	20 Years.	East Pakistan.
13.	H/Dr. A.T.M. Moazzam.	Non Matric.	43 Years.	East Pakistan.
14.	H/Dr. Manzer.	Non Matric.	37 Years.	East Pakistan.
15.	H/Dr. M. Ismail Khan.	Non Matric.	—	East Pakistan.
16.	H/Dr. S.M. Rahman.	B.A./B.T.	17 Years.	East Pakistan.
17.	H/Dr. Promoda Ranjan Das.	B.A.	33 Years.	East Pakistan.
18.	H/Dr. A.M. Hamid.	F.Sc.	17 Years.	Sind.
19.	H/Dr. Altaf Hussain	Matric.	16 Years.	Punjab.

13. ***Mir Abdul Jabbar**: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be please to state:

(a) whether there is any proposal under consideration of the government to import pulses during the current year, if so, its reasons, and the expenditure, in foreign exchange, to be incurred; and

(b) the quantity required in the country and quantity produced and imported during the last two years, with break-up?

Syed Iqbal Haider: (a) The import of pulses is carried out by private sector/Utility Stores Corporation. The reason for import is that we have short production of pulses. As private sector is involved in import of pulses, it is not possible to give exact figures of foreign exchange. During 1992-93, an amount of Rs.1.6 billion was spent for the purpose.

(b) The quantity required in the country ranges between 760 thousand tonnes to 800 thousand tonnes. The quantity produced in the country during 1991-92 was 706 thousand tonnes and 1992-93 was 528 thousand tonnes. The imports during 1991-92 was 97 thousand tonnes and in 1992-93 was about 232 thousand tonnes. The break-up is given in Annexure-I.

Annexure - I

PRODUCTION AND IMPRTS OF PULSES

	Gram	Mung	Mash	Masoor	Other pulses	Total
1991-92						
Production.	512.8	50.9	37.1	26.1	79.3	706.2
Imports.	40.2	36.2	2.3	18.7	---	97.4
Total:	553.0	87.1	39.4	44.8	79.3	803.6
1992-93						
Production.	392.4	62.1	30.3	27.3	79.3	528.4
Imports.	188.2	31.2	1.9	10.6	---	231.9
Total:	517.6	93.3	32.2	37.9	79.3	760.3

14. ***Syed Faseih Iqbal**: Will the Minister for Health be pleased to state the steps taken by the government to ensure early reimbursement of medical bills to the retired government servants?

Syed Iqbal Haider: A proper procedure to ensure early reimbursement to the retired Government servants has been formulated, only a few days earlier. A copy of office memorandum containing the procedure has been placed in the Senate Library.

15. ***Syed Faseih Iqbal**: Will the Minister for Industries and Production be pleased to state the measures adopted by the Government to ensure the quality control of Food Products?

Brig. (Retd.) Muhammad Asghar: The quality of food products is primarily a subject falling within the jurisdiction of a Provincial Governmet. Each Provincial Government has its own law on the subject. The implementation and monitoring thereof is done by each Provincial Government through its own

Departments and staff

The Federal Government is involved in this exercise to the extent of 13 food items as per list attached. For these items the Pakistan Standards Institution has laid down the standard specifications and monitors its implementation through its staff. The prosecution of defaulters detected by the PSI is done by the Provincial Governments. Because of lack of staff with the PSI (only 21 inspectors for whole of Pakistan) and small number of Magistrates appointed by Provincial Governments for this purpose the system suffers from some weak steps. An attempt is being made to rectify the situation through a revised comprehensive scheme the legislation for which is under consideration of the Parliament.

16. ***Syed Faseih Iqbal**: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) the amount of losses sustained by the PASSCO on purchases of wheat during the financial years 1991-92 and 1992-93; and

(b) the disciplinary action, if any, taken against the persons responsible for the said losses?

Syed Iqbal Haider: (a) 1991-92: Profit of Rs. 109 million

1992-93: Loss of Rs. 61 million

(b) No disciplinary action has been initiated on the basis of loss in 1992-93 which was due to less procurement while fixed cost remained the same.

17. ***Mr. Yousuf Shaheen**: Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the total number of employees in the Ministry of Foreign Affairs, with province-wise break-up,

(b) the total number of Ambassadors, High Commissioners, Ministers and Charge'd Affairs posted abroad with their names, place of domicile, date of appointment and place of posting; and

(c) the total number of employees belonging to the rural Sindh?

Sardar Asif Ahmad Ali: (a) The total number of employees in the Ministry of Foreign Affairs, with province-wise break-up is as follows :-

	Punjab	Sind (Rural)	Sind (Urban)	Baluch-istan	NWFP	FATA	FANA	AJK	Tribal Area	Islam-abad	Total
Employees in BPS 17 and above.	211	35	37	17	63	10	1	10	4	2	390
Employees in BPS 1--16.	984	76	173	35	267	38	—	78	--	-	1651

(b) The total number of Ambassador, High Commissioners, Ministers, and Charge d'Affairs presently posted abroad is given below:-

Post	Total Number	Remarks
Ambassador/High Commissioners	60	The total stength is 73. The remaining 13 missions arepresently vacant.
Ministers	15	
Charge d'Affairs.	3	

Details regarding their names, domicile, date of appointment and place of posting are given in the attached list (Annexure "A" and "B").

(c) the total number of employees belonging to rural Sindh is 111. Out of these 35 belonging to BPS-17 and above, while 76 belonging to BPS 1-16.

Annexure 'A'

LIST OF CAREER AMBASSADORS

Sl. No.	Name	Domicile	Place and date of Posting
1.	Ahmad Kamal.	Sindh	Geneva (UN) 5 January, 1989
2.	Anwar Kemal.	NWFP	Dhaka 16 January, 1990
3.	Tariq Khan Afridi.	NWFP	Amman 17 January, 1990
4.	Bashir Khan Babar.	NWFP	Canberra 29 August, 1990
5.	S. Iftikhar Murshed.	Punjab	Seoul 30 October, 1990
6.	F.R.M. Arif.	Punjab	Sana'a 8 April, 1991
7.	M. Afzal Qadir.	Punjab	Manila 20 April, 1991
8.	Sultan Hayat Khan.	Punjab	Muscat 21 April, 1991
9.	M. Afzal Akbar.	Punjab	Bahrain 7 May, 1991
10.	Mujahid Hussain.	Punjab	Bonn 7 May, 1991
11.	Arshad Sami Khan.	Punjab	Stockholm 9 June, 1991
12.	Ashraf Jehangir Qazi.	Balochistan	Moscow 17 June, 1991
13.	Naeem U. Hasan.	Punjab	Damascus 18 July, 1991
14.	Khalid Nizami.	AJK	Khartoum 23 July, 1991
15.	Amir Muhammad Khan.	NWFP	Nairobi 28 July, 1991
16.	Khalid Mahmood.	Punjab	Beijing 22 September, 1991
17.	Amin Jan Naim.	NWFP	Athens 6 October, 1991
18.	M. Naseer Mian.	Punjab	Kathmandu 29 October, 1991
19.	S.T. Johsua.	Punjab	Vienna 1 November, 1991
20.	S.K. Dehlavi.	Sindh	Paris 12 November, 1991

Sl. No.	Name	Domicile	Place and date of Posting
21.	Mazhar Qayyum.	Punjab	Portugal 21 November, 1991
22.	K.K. Ghori.	Sindh	Kuwait 30 December, 1991
23.	Inamul Haque.	Punjab	Ankara 26 March, 1992
24.	M. Abdul Fazl	Sindh	Rabat 28 April, 1992
25.	Mushtaq A. Mehr.	Punjab	Algiers 3 May, 1992
26.	Mustafa Kemal Kazi.	Sindh	Baghdad 24 May, 1992
27.	Dr. Abdul Kabir.	Punjab	Accra 22 June, 1992
28.	Shafqat A. Shaikh.	Punjab	Tashkent June, 1992
29.	Riaz Mohammad Khan	Punjab	Alma Ata 27 July, 1992
30.	Rafat Mehdi.	Punjab	Brussels 15 August, 1992
31.	Tayyab Siddiqui.	NWFP	Jakarta 15 August, 1992
32.	Najmuddin A. Sheikh.	Sindh (U)	Tehran 25 August, 1992
33.	Riaz Hussain Khokhar.	Punjab	New Delhi 14 October, 1992
34.	K.A. Aziz Khan	NWFP	Kuala Lumpur 22 October, 1992
35.	M.W.K. Khaishgi.	Sindh	Cairo 6 November, 1992
36.	Saleem Nawaz Khan.	NWFP	Singapore 30 January, 1990 7 December, 1992
37.	Javed Husain.	Punjab	The Hague 14 December, 1992
38.	Aneesuddin Ahmad *(Liaison Officer)*.	Punjab	Johannesburg 31 Junuary, 1993
39.	Tariq A.R. Fatemi.	Punjab	Harare 6 February, 1993
40.	Abul Basit Haqqani.	Punjab	Rome 1 May, 1993
41.	Mansoor Alam.	Sindh	Abu Dhabi 11 May, 1993
42.	Shahid M. Amin.	Punjab	Riyadh 21 May, 1993
43.	Touqir Hussain.	Punjab	Madrid 26 June, 1993
44.	Rasheed Ahmed.	Punjab	Dakar 2 July, 1993
45.	Muhammad Qurban.	Punjab	Beirut 10 September, 1993
46.	Tariq Altaf.	Punjab	Colombo 20 October, 1993
47.	Tariq Osman Hyder.	Punjab	Ashkabad 11 October, 1993

Sl. No.	Name	Domicile	Place and date of Posting
48.	Mehboob Ali Khan.	Punjab	Bucharest 25 October, 1993
49.	Aftab Hussain Syed.	Punjab	Tripoli 30 October, 1993
50.	Liaqat Mahmood.	Punjab	Doha

NON-CAREER AMBASSADORS

Sl. No.	Name	Domicile	Place and date of posting	Date of expiry of contract
1.	Raja Tridiv Roy.	Punjab	Bunos Aires 5 November, 1991	4 November 1993
2.	Amir Usman.	NWFP	Kabul June, 1992	19 February, 1994
3.	Jamshed K.A. Marker.	Balochistan	UN-New York 27 August, 1990	26 August, 1993
4.	ACM (R) Hakimullah.	NWFP	Ottawa 27 July, 1991	26 July, 1994
5.	Maj. Genl. (R) Riaz Muhammad.	Punjab	Bangkok 10 January, 1992	9 January, 1995
6.	Tanveer Ahmad Khan.	Punjab	Prague June, 1992.	June, 1994
7.	Maj. Gen. (R) Saeed Uz Zaman Janjua.	Punjab	Brunei 3 October, 1992	2 October, 1994
8.	Tariq Kemal Khan.	Punjab	Tunis 7 May, 1993	6 May, 1995
9.	Admiral (R)Yasturul Haq Malik.	Punjab	Copenhagen February, 1995	February, 1993
10.	Saeed Ismat Ch.	Punjab	Baku 13 April, 1993	12 April, 1995

Annexure 'B'

LIST OF MINISTERS AT PAKISTAN MISSIONS ABROAD

Sl. No.	Name of Officer	Mission	Date of Posting	Domicile
1.	Fida Yunus.	Mazar-e-Sharif	7-1-1993	N.W.F.P.
2.	Rashid Salim Khan	Jeddah	21-11-1990	N.W.F.P.
3.	Shahid Malik.	New Delhi	12-5-1992	Punjab
4.	Ghayur Ahmad.	Niamey	9-9-1992	Punjab
5.	Shahryar Rashid.	Bombay	22-8-1992	Punjab
6.	Iqbal Ahmad Khan	New York (CG)	5-2-1990	Punjab
7.	Aziz Ahmad Khan.	Los Angles	3-11-1990	N.W.F.P.
8.	Azmat Ghayur.	Tokyo	13-12-1992	N.W.F.P.
9.	Ali Sarwar Naqvi.	Washington	26-8-1992	Sindh (U)
10.	Mrs. Freda Shah.	Toronto	6-11-1991	Punjab
11.	Sher Afghan.	New York (UN)	30-12-1991	N.W.F.P.
12.	Kamran Niaz[1].	New York (UN)	11-9-1992	Punjab
13.	Hameedullah Khan	Berlin	16-11-1992	N.W.F.P.
14.	Nisar Ahmad.	London	26-4-1993	Islamabad
15.	Eitzaz Hussain.	Beijing	10-5-1993	Punjab

[1]Special post created for Pakistan's tenure of Security Council.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین ۔ چھٹی کی درخواستیں ہیں جی ۔ مخدوم حمیدالدین صاحب نے ناسازی طبع کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس سے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ میاں عالم علی لالیکا صاحب نے ذاتی وجوہات کی بنا پر مورخہ ۲۹ دسمبر تا حالیہ مکمل اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ ڈاکٹر عبدالغفور جتوئی صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر ۲۶ دسمبر تا 4 جنوری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین۔ ایڈجرنمنٹ موشنز ہیں جی ۔ جی حافظ حسین احمد صاحب ۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب چیئرمین میں ایک اہم واقعے کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میرے ہمسائے اور معزز رکن جناب اعجاز جتوئی صاحب پر 24 تاریخ جمعے کے دن اڑھائی بجے ان کے گھر پر فائرنگ کی گئی ہے' دو موٹر سائیکل سوار افراد تھے ---

جناب چیئرمین۔جی مجھے پتہ ہے ان کے گھر پر فائرنگ کی گئی ہے ۔ اس کو ہم پرسوں نہ take up کرلیں ؟

حافظ حسین احمد۔جی ہاں اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔اس کو باقاعدہ ایگزامن کرکے ہم پرسوں ٹیک اپ کرلیں گے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔جی مناسب ہو گا اگر اس کو پڑھ لیں ۔

جناب چیئرمین ۔ اگر پرسوں ٹیک اپ کرنا ہے تو پرسوں ہی پڑھ لیں جی تا کہ گورنمنٹ کو نوٹس ہو اور وہ اس کا جواب دے سکے۔ جی ایڈجرنمنٹ موشن پروفیسر خورشید احمد صاحب نمبر ا۔

i) RE: ALLEGED INCREASE IN ARMED FORCES ON THE BORDERS ESPECIALLY IN SINDH BY INDIA

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین میں اس معزز ایوان سے اجازت چاہتا ہوں کہ میں درج ذیل تحریک التوا، پیش کروں ۔

اخباری خبر کے مطابق بھارت نے پاکستان کی سرحدوں خصوصاً سندھ کے علاقے میں اپنی افواج کی تعداد میں اضافہ کردیا ہے ۔ پاکستان کے خلاف اپنے جارحانہ پروپیگنڈے میں بھارت اس کا جواز یہ دے رہا ہے کہ پاکستان مجاہدین کے روپ میں مقبوضہ کشمیر میں مسلح تحریک چلا رہا ہے اور وہ بھارت کے خلاف براہ راست مداخلت میں مصروف ہے۔ یہ ایک اہم اور فوری مسئلہ ہے اس لئے سینٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین۔ کیا اس کو oppose کیا جاتا ہے جی ؟

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔جی Opposed۔

جناب چیئرمین۔فرمائیے جی مختصراً۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب والا میری اس تحریک کی محرک وہ اخباری اطلاعات ہیں جس میں پاکستان کے اخبارات اور باہر کے اخبارات نے یہ بات رپورٹ کی ہے کہ نومبر کے مہینے میں ایک طرف ہندوستان نے کشمیر میں دو ڈویژن فوج میں اضافہ کیا ۔ جس کے ذریعے وہاں پر تشدد کیا ۔ جس سے بے پناہ ہلاکتیں ہوئی ہیں ۔ دوسری طرف پاکستان کی سرحدوں پر بھی اپنی فوجوں کو mobilize کیا ۔ صرف mobilize ہی نہیں کیا بلکہ یہ اطلاع بھی بیرونی اور ملکی اخبارات نے دی ہے کہ باقاعدہ فوجی مورچے بنا کر قلعہ بندی کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو ریزروز reserve ہیں ان کو بھی آگے لایا گیا ہے۔ اگر یہ تمام

واقعات درست ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان کی طرف توجہ نہ دیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی سیکورٹی کو ایک خطرہ ہے ۔ خصوصی طور پر اس کے دو پہلو ہیں ایک پہلو پاکستان پر ہندوستان کے وہ برے عزائم ہیں جن کو بروئے کار لانے کے لئے فوجوں میں اضافہ کرنا اور دوسری طرف پاکستان پر چڑھائی کرنا اورکشمیر میں جو مظالم وہ کررہا ہے اور اس کی جو پاکستان اخلاقی مدد کر رہا ہے اس میں پاکستان کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان دو مسئلوں کے اوپر یہ کام کیا جارہا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ قومی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس مسئلے پر گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور اس سے پہلے بھی نیشنل اسمبلی اور سینٹ اس نوعیت کے معاملات کے اوپر نوٹس لے چکے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام وجوہ جن کی بنیاد کے اوپر ایک تحریک التوا پیش کی جا سکتی ہے یہ اس واقعے کے اندر موجود ہیں اور اس بنا پر میں درخواست کروں گا کہ اس کو قاعدہ کے مطابق تسلیم کرکے بحث کے لئے قبول کیا جائے۔

جناب چیئرمین-وزیر داخلہ صاحب ۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیراللہ خان بابر-یہاں یہ customarily یا traditionally اجتماع ہو رہا ہے دونوں آرمی کی

Customarily and traditionally collective training is carried out in the winter month. As far as the exercise in Rajisthan is concerned it is just one of them like we have just concluded our own exercises both air and the army at the corps and the army level. But they were in Mianwali and different places where you find space where there are no corps so that they are not destroyed and there is least amount of damage. So every year the Indian army has also been doing the same. They have carried out their exercises in Rajisthan. This year also it is no more than the exercises they have been doing. But not at the level like the one a few years ago were the Brass Tacks which became internationally known. This was a local exercise. I happened to be there in 1990 in January December of 89-90

a similar exercise was being carried out in Rajisthan. As far as the other aspect of the question is concerned about the 2 divisions in Kashmir, undoubtedly we have taken notice of that, and this is the reason why the Prime Minister level talks have not been carried out or not being planned. Only a Secretary level meeting is being held It has been made very clear to India that they must show a visible reduction of troops and repression in the valley and only then will the talks be fruitful and we will proceed with higher level talks. We have made that a precondition that the army in Kashmir must be reduced. At least by one division so that internationally and at the national level it becomes perceptible that they really mean business and tropps will be withdrawn and repression is reduced. The foremost point is also repression in the valley, it must be perceptibly reduced.

جناب چیئرمین۔پروفیسر خورشید احمد ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔اگر گورنمنٹ اس پر کوئی measures لیتی ہے اور ہماری فوجیں اس معاملے میں active ہیں۔ اور اس پر نوٹس لیا جارہا ہے تو پھر مجھے اس کو پریس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

Maj Gen (Retd.) Naseerullah Khan Babar: There is no doubt that the Army and the government both are fully cognizant of what is going on there and, I think, there is no necessity for fear or any apprehension.

Mr. Chairman: This is not pressed in the light of the assurance and statement of the honourable Minister for Interior.

Next is Prof. Khurshid Ahmad No. 12 on the alleged decision of the government to terminate services of the government employees.

ii) RE: ALLEGED DECISION TO TERMINATE THE SERVICES OF

GOVERNMENT EMPLOYEES

پروفیسر خورشید احمد۔ اطلاعات کے مطابق نئی حکومت نے فوری طور پر ایک ماہ کے نوٹس پر سرکاری و نیم سرکاری اور خود مختار اداروں کے کنٹریکٹ پر رکھے گئے اور ۶۰ سال کی عمر کو پہنچنے والے تقریباً پندرہ ہزار ملازمین کو فارغ کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ جس سے ہزاروں خاندان متاثر ہوں گے ۔ یہ ایک اہم اور فوری نوعیت کا مسئلہ ہے اس لئے سینٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے ۔

جناب چیئرمین۔ کیا اس کو اپوز کیا جاتا ہے ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔جی ہاں .opposed۔

جناب چیئرمین۔جی جناب فرمائیے ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ واقعہ کے طور پر ان اطلاعات کی تردید نہیں آئی ہے ۔ اور تین نوعیت کے ملازمین کو فارغ کیا گیا ہے ۔

۱) کنٹریکٹ پر جنہیں حکومت نے ملازم رکھا تھا ۔ بلا لحاظ اس کے کہ ان کی عمر اور بلا لحاظ اس امر کے کہ کنٹریکٹ کی مدت پوری نہیں ہوئی ہے ۔ جو نئی حکومت آتی ہے وہ ایک مہینے کا نوٹس دے کر ان کو فارغ کردیتی ہے ۔

۲) دوسری چیز یہ ہے کہ وہ افراد جن کی ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہے جن میں بہت سے افراد غیر معمولی صلاحیت کے حامل ہیں اور آپ ان کو ان کی خدمات کے عوض جن کا سرے سے کوئی بدل موجود نہیں ہے ۔ آپ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ ضرورت ہے قوم کی اور میں خاص طور سے یہ بات کہوں گا کہ تحقیق کے کام میں ، ریسرچ کے کام میں ، سائنس اور ٹیکنالوجی کی فیلڈ میں تو ہمیں بڑا دکھ ہوا یہ پڑھ کر کہ ڈاکٹر صدیق الزمان جو ملک کا نہیں دنیا کا قیمتی سرمایہ ہیں ، تمام دنیا میں پروفیشنلز کو عمر سے نہیں ناپا جاتا بلکہ ان کی خدمات اور ان کی مناسبت سے ان کو موقع دیا جاتا ہے ، یا جس طرح مقتدرہ قومی زبان میں ڈاکٹر جمیل جالبی ہیں جنہوں نے بڑا ریسرچ کا کام کیا اور قومی خدمت کی ٹھیک ہے کچھ اقدامات لیتے ہوئے عمر

دیکھی جاتی ہے لیکن محض یہ بات کہ ایک شخص کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہے اگر وہ اس قسم کے قومی اداروں میں بہبود کے اداروں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے اداروں میں خدمات انجام دے سکتا ہے اور آپ نے اس کی خدمات کو کنٹریکٹ پہ لیا ہے تو اس کے بعد arbitrarily اس کو ختم کردینا یہ بڑا ایک ظلم ہے۔

۲) . ساتھ ہی جناب والا میں یہ بھی کہوں گا کہ اس معاملے میں یہ بھی ہوا ہے کہ discrimination ہوئی ہے ایسا نہیں ہے کہ تمام افراد جو اس کیٹیگری میں آتے ہوں ان سب کو فارغ کردیا گیا ہو۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔پوائنٹ آف آرڈر۔

پروفیسر خورشید احمد۔میں ابھی بول رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سنوں گا ان کی بات پہلے سن لوں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: He is presenting a statement.

Mr. Chairman: You can't interrupt a speech on point of order.

آپ بیٹھیں میں ان کی بات سن لوں پھر آپ بات کریں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, there is a very serious point which I want to raise about what he is saying. As a point of order one does know that something is wrong with the Rules of Procedure when the business is being transacted on the floor, a Member or a Minister has a right to say not to interfere with the law.

جناب چیئرمین۔ normally جب تقریر کوئی چل رہی ہو interrupt کرنے سے یہی ہوتا ہے کہ ایک بول رہا ہے اور پوائنٹ آف آرڈر دوسرا کررہا ہے پھر پہلا کررہا ہے پھر پوائنٹ آف آرڈر کوئی دوسرا کررہا ہے۔ تو یہ مسئلہ بنتا ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, this is what the thing first required is to complete the component of admissibility. Under the law he

should clear it what are the rules required for. He is just stating and making a statement. This is a discussion going on rather than the points to be given. There is a procedure given in the Rules of Procedure that these are the things which are required. They should be quite clear and then this is admissible, then the points should be made. The rule is for example, "it is an urgent matter of public importance".

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب یہی چیزیں تو میں ان سے پوچھوں گا آپ ان کو بات تو کرنے دیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Dr. Sahib, he has to satisfy me on all these points. I will ask all these questions if you have in your mind

یہی چیزیں میں ان سے پوچھوں گا۔ جی پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب والا اگر پندرہ ہزار افراد کو بیک جنبش قلم نکال دینا اور ان کی فیملیز کو اس طرح سے متاثر کرنا قومی اہمیت کا مسئلہ نہیں ہے تو ہو سکتا ہے کہ کچھ وزراء کے لئے یہ کوئی بات نہ ہو لیکن مجھے ایک عام انسان کی حیثیت سے روزمرہ ان لوگوں سے معاملہ کرنا پڑتا ہے۔ اور میرے پاس وہ اپنی مصیبتیں لے کرکے آتے ہیں تو میرا فرض ہے کہ میں اس چیز کو ایوان میں لے کر آؤں اور میں نے اسی لئے یہ چیزیں آپ کے سامنے رکھی ہیں کہ ان کی بنا پر یہ ایک قومی اہمیت کا بہت بڑا مسئلہ پیدا ہوا ہے حکومت کے ایک اقدام سے۔ یہ ایک committed issue ہے اور اس کے بعد پھر یہ بات کہنا کہ میں کوئی قواعد کی خلاف ورزی کر رہا ہوں میں سمجھتا ہوں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کروں گا کہ میری اس تحریک کا تعلق ان تمام افراد سے ہے جن کی تعداد ہماری اطلاعات کے مطابق پندرہ سے سولہ ہزار ہے کہ جنہیں کنٹریکٹ پر حکومت نے نیم سرکاری اداروں میں یا گورنمنٹ کے ماتحت خود مختار اداروں میں ملازمت دی تھی جو کام کر رہے تھے اور اس کے بعد سے ایک پالیسی فیصلے کے طور پر اس بنا پر

نہیں کہ کسی کی پرفارمنس خراب تھی۔ اس اعتبار سے نہیں کہ کسی نے اپنے کنٹریکٹ کو violate کیا ہے۔ اگر ایسے کوئی حالات ہوں تو بلاشبہ اقدام کیا جا سکتا ہے لیکن یہ کہ ایک arbitrary action ہو کہ تمام افراد جو فلاں زمانے میں رکھے گئے ہوں خواہ ان کا تعلق کسی حکومت سے بھی ہو، میں یہ بات نہیں کہنا چاہتا ہوں جناب والا کہ یہ اس ملک کی روایت بن گئی ہے کہ جو نئی حکومت آتی ہے وہ پچھلے والوں کو نکالنے کی کوشش کرتی ہے اور ہم نے اس قسم کا سوال اس وقت بھی اٹھایا تھا جب پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تھی پہلے اور اس وقت بھی اٹھایا تھا جب آئی جے آئی کی گورنمنٹ آئی تھی اور اس وقت بھی اٹھایا تھا جب انٹیرم گورنمنٹ نے یہ کام کئے تھے۔ اس لئے کہ اس کا تعلق پبلک سے ہے لوگوں کے روزگار سے ہے اور اس کنٹری بیوشن سے ہے جو یہ افراد ملک کے لئے کرسکتے ہیں۔ اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو پوری نہیں کر رہے تو آپ بلاشبہ کیجئے، ان کو سزا دیجئے لیکن ہزاروں افراد کو اس طرح حکومت کی تبدیلی کے ساتھ نکال دینا یہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک زیادتی بھی ہے اور یہ دراصل ایک نظام سے مطابقت نہیں رکھتا ہمارے ملک میں۔ ہمارے ملک کا جو ایڈمنسٹریٹو نظام ہے اچھا ہے یا برا ہے لیکن وہ امریکی نظام نہیں ہے کہ وہاں پر بیوروکریسی جو ہے وہ حکومت کی تبدیلی کے ساتھ بدلتی ہے۔ ہمارے ہاں ایڈمنسٹریشن کا جو کام ہے وہ یہ ہے کہ بیوروکریسی جو ہے کوئی بھی حکومت اسے نامزد کرے وہ اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔ اس context میں خصوصیت سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اقدام arbitrary ہو جاتا ہے اور یہ ہزاروں خاندانوں کو متاثر کر رہا ہے اس بنا پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں زیر بحث لانا چاہیے۔

جناب چیئرمین۔ڈاکٹر صاحب اب آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔جناب چیئرمین ساٹھ سال تک حکومت میں رہنے کے بعد تمام مراعات حاصل کرنے کے بعد اگر چند افراد اپنے اثرو رسوخ سے یا وقت کی حکومت کے ساتھ اپنے تعلقات کے لحاظ سے یا ذرائع سے کنٹریکٹ پہ ملازم ہو جاتے ہیں اور کنٹریکٹ میں یہ بات کہیں درج نہیں ہے کہ وہ جو کنٹریکٹ دیا جائے گا، وہ یقیناً وہ ٹینیور پوسٹ نہیں ہوتی، وہ ایکٹ آف پارلیمنٹ کے تحت ریگولیٹ نہیں ہوتا بلکہ کنٹریکٹ ایک سپیشل فیلڈ ہے۔ اس کو جس وقت جو چاہے جو حکومت چاہے اسے فارغ کردے اور پھر بڑی دلچسپ بات ہے

کہ عموی طور پر ، یہ پروفیسر صاحب بھی جانتے ہیں کہ جو بھی کنٹریکٹ پہ ہیں، وہ ساٹھ سال کے ہوتے ہیں اور وہ ریٹائرمنٹ کے بعد ہوتے ہیں۔ تو بات یہ ہے کہ ہزاروں ہمارے ملازمین جو سروس میں ہیں وہ سال ہا سال تک انتظار کرتے رہتے ہیں اور اگر ماضی میں آپ جائیں تو ہزاروں سے وہ لاکھوں بن جاتے ہیں کہ یہ چند مخصوص افراد اپنے اثر و رسوخ سے ایسی پوسٹوں پہ کنٹریکٹ بیسز پہ اپنا قبضہ جما لیتے ہیں وہ جانا ہی نہیں چاہتے ۔ میں تو یہ کہوں کہ پبلک امپارٹنس کے بارے میں ہمیں سوچنا ہوگا کہ وہ کون سا مسئلہ ہے ، پبلک امپارٹنس سے جو میں مطلب لیتا ہوں اور پارلیمانی پروسیجر اور پریکٹس میں یہ ہے کہ اگر کوئی واقعہ ہو جائے تو تمام ملک میں اس پر ایک احساس پیدا ہو جائے اس کے بارے میں کوئی reaction پیدا ہو جائے ۔ لوگوں میں پریشانی لاحق ہو جائے کون سی پریشانی لاحق ہو گئی ہے کہ جو قبضہ کئے ہوئے تھے سال ہا سال سے ساٹھ سال کے بعد بھی بیٹھے ہیں اور وہ اپنی مراعات لے رہے ہیں اور ان کی جگہ پہ ان سے کئی گنا زیادہ آفیسرز اس انتظار میں ہیں کہ وہ تشریف لے جائیں اور ان کی ترقی ہو ۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ یہ ایکسٹینشن ایک ظلم ہے ، ایک مذاق ہے کسی قوم کے ساتھ ۔ اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ کیا اس ملک میں باقی افراد اس اہل ہی نہیں ہیں کہ وہ چند سیٹوں پر آسکیں یا ان میں اہلیت ہی نہیں ہے کہ وہ کام کر سکیں اور وہ انتظار کرتے کرتے بوڑھے ہو جائیں ۔

یہ مسئلہ اس لئے رکھا گیا ہے یہ مصلحت کوش حکومتیں رکھتی ہیں ۔ اب ناگزیر حضرات بہت قلیل ہوتے ہیں شاید وہ کوئی ایسا سائنسدان ہو ، ایکسپرٹ ہو وہ بہت قلیل ہوتے ہیں ۔ کیاہزاروں کی تعداد میں ہمارے پاس تمام باقی جو آفیسرز ہیں جنھوں نے succeed کرنا ہے جنھوں نے پروموٹ ہونا ہے وہ سارے نااہل ہیں ۔ اگر نااہل ہیں تو ہم نے کیوں رکھے ہوئے ہیں ، پھر ہم انہیں نکال باہر کریں اور اہل لے آئیں ۔ اصل میں میں تو یہ کہوں گا کہ یہ رشوتی طور پر ، سیاسی رشوت کے طور پر ، اثر و رسوخ سے ، فیملی ویوز سے trend ہے اس ملک کے ساتھ ۔ یہ جو پروفیسر صاحب نے ایک لفظ استعمال کیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ arbitrarily یہ arbitrarily they have been actually put on contract

اور میں محترمہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان بڑے لوگوں کو اس نے ایک منٹ میں نکالا ہے قانون کے مطابق نکالا ہے ۔ Arbitrarily they were in but she has done

according to the law I respect her. کہ اس نے قانون کی فرمانروائی قائم کی ہے اس میں کوئی پبلک امپاژنس کی بات نہیں اس میں کوئی عوام کو تکلیف نہیں ، آپ سروے کرا لیں کہ لوگ خوش ہوئے ہیں کہ ان سفید ہاتھیوں کو نکالا ہے ---

جناب چیئرمین۔اس کا سروے کیسے ہوگا؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔یہ سروے یہیں پہ میں گزارش کرتا ہوں آپ موشن move کریں۔ plebiscite کرائیں اور ان سے پوچھا جائے کہ جناب والا یہ جو سفید ہاتھی نکالے گئے ہیں کیا آپ اس کو ہمیشہ کے لئے رکھنا چاہتے ہیں ؟ صحیح نکالے گئے ہیں یا غلط نکالے گئے ہیں ؟ آپ کو معلوم ہو جائے گا ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ indispensable ، میں ابھی تھوڑا سا اور آگے جانا چاہتا ہوں یہ جب تک ہم dispensable اور indispensable میں فرق محسوس نہیں کریں گے ، اداروں کو مضبوط نہیں بنائیں گے ،شخصی پرستی سے ہم نہیں بھاگیں گے ------ (مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ہمارے ملک میں اس بنیادی وجہ سے وہ تمام تکالیف ہوئیں ۔ یہ ہمارا ملک ٹوٹا ہے ، ہم نے افراد کو ناگزیر جانا ہے اداروں کو بالکل نہیں ۔ اداروں کی ہم نے تذلیل کی ہے ۔ یہ افراد کام نہیں کرتے ، ادارے کام کرتے ہیں اور جب تک ادارے مضبوط نہیں ہوں گے ہمیں افراد پہ depend کرنا پڑے گا کہ فلاں آدمی ناگزیر ہے یہ ناگزیر ہے ۔ میں کہتا ہوں کوئی بھی ناگزیر نہیں ہے ۔ جناب والا میں بھی ناگزیر نہیں ہوں ، آپ بھی ناگزیر نہیں ہیں ۔ آپ چیئرمین ہیں ،جب آپ کی مدت پوری ہو جائے گی تو نیا آجائے گا ، انشاء اللہ He will be as efficient as you are and I think if I am replaced, the other person will come in a more efficient way. تو یہ فلسفہ ہم نے گھڑ لیا ہے کہ فلاں آدمی کے بغیر کوئی --- انبیاء علیہ السلام جا چکے ہیں تو کیا فرق پڑا ؟------

جناب چیئرمین۔ نہیں ، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ exceptions create کی گئی ہیں۔ اس کے بارے میں آپ فرمائیں ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ exception یہ ضرورت ہے یہ prerogative ہے یہ under law کیا گیا ہے ۔ میں پروفیسر صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں اگر حکومت نے ،

محترمہ نے کوئی غیر قانونی کام کیا ہے تو ان کا حق ہے یہ لائیں ' کوئی للئے ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں دیکھیں ناں یہ بتائیں کہ extension دینا یا کنٹریکٹ پہ رکھنا کیا وہ غیر قانونی تھا؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ یہ کون سا غیر قانونی ہے سفید ہاتھیوں کو نکالیں ۔ میرا سوال پہلے یہ ہے ؟----

جناب چیئرمین ۔ نہیں ' یہی تو میں کہہ رہا ہوں ۔ ایکسٹینشن دینا بھی قانونی تھا ' واپس لینا بھی قانونی ہے ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Extension is prohibited. I will clarify. یہ پوائنٹ clarify کرتا ہوں۔ ایکسٹینشن ہوتی نہیں ہے اس کا قانون میں جواز ہی نہیں ہے It is the wrong shape of contract. A contract has its special law, کنٹریکٹ پہ کوئی جس کو چاہے جس وقت تک چاہے رکھے۔ جو period انہوں نے serve کیا they were not retired, they were not efficient, we did not require them, we kicked them out. کون سی قانون شکنی ہوگئی ہے؟ وہ قانون پروفیسر صاحب لائیں جس کے تحت ان کے ساتھ اگرکوئی زیادتی ہوئی یا قانون شکنی ہوئی ہے یا قانون کی اجارہ داری پہ اثر اندازی ہوئی ہے۔ Then he is right, we are wrong.

جناب چیئرمین ۔جی جناب جنرل صاحب ۔

Maj Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: The point is that under Section 14 of the Civil Servants Act the ceiling is 60 and beyond that is only by contract. What happened that when Benazir came into government, we found a lot of people who were not considered necessary on contract. So, a committee was set up: I was the Chairman, there was Commerce Minister with me and two other people. We went through each case and only then it was decided as who was to be retained and who was not to be retained. There were certain gentlemen who were over 70 years of age, some of them has also been named here. We thought that youngsters were also coming up with the same qualifications, so they had to be

retired. So, they should also be given opportunity to serve, like Academy of Letters and other institutions that they have named. So, this was purely on merit and each case has been gone into. A list was produced by the Establishment Division. This committee went through each case, each individual and what his contribution was or it could be in the years to come. They were given due notices as stipulated in the contract and only then their services were terminated and I think the number would not be more than 100 at a certain level. I can bring the exact figures if they want.

جناب چیئرمین۔ تو کیا یہ پندرہ ہزار والی غلط بات ہے ؟

Maj Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Thousands is wrong. Because there are not thousands on contract.

جناب چیئرمین۔ 15 ہزار لکھا ہوا ہے ۔

Maj Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Probably, he is also mixing it up with superannuated people. Look at the Secretary-Generals. Now for no reason they were given three years in service by naming them as Secretary General. That is an anamoly So, we have done a very good service as the designation of Secretary General does not exist in the Civil Servants Act. So, by doing that people have gone home and that is what Professor Sahib is possibly implying.

جناب چیئرمین۔جی پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد۔جناب چیئرمین میں دونوں محترم وزراء کا ممنون ہوں جنہوں نے اپنے نقطہ نظر کو بڑے اچھے انداز میں پیش کیا لیکن میں بڑے ادب سے ان سے گزارش کروں گا کہ میری بات پر تھوڑا سا ٹھنڈے دل سے غور کریں اور جذبات میں اس مسئلے کو نہ لیں۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ کیا یہ ہمیں پوری تفصیل جا سکتے ہیں کہ کوئی بھی شخص

جو ۶۰ سال سے زیادہ کا ہوگیا ہو، اب وہ استعداد کار رکھتا ہو اور قوم کو، ملک کو اس کی ضرورت نہیں رہی باقی میں یہ عرض کروں گا کہ بلاشبہ ۶۰ سال کی ریٹائرمنٹ ایک اچھی چیز ہے اور یہ بات بھی ضروری ہے تاکہ نئے لوگوں کے لئے جگہ پیدا ہو لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ۶۰سال کے بعد جو افراد اپنے میدان میں، حکومت کے کسی ادارے میں، خاص طور پر انجینئرنگ اور تحقیقی اداروں میں ہیں ان کا contribution بڑا اہم ہو سکتا ہے۔ دنیا بھر میں یہ روایت ہے، یعنی انگلستان کی یونیورسٹیز میں یہ اصول ہے کہ ۶۰ سال کے بعد جو بھی پروفیسرز کام کرنا چاہتے ہیں اور یونیورسٹی یہ سمجھتی ہو کہ ہاں وہ ایسا کرسکتے ہیں تو پروفیسر ریسرچ کے طور پر وہ کام کرتے ہیں ۔ سب اداروں کے اندر ان لوگوں کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ۔ سیاست میں آپ دیکھ لیجئے 70,75 اور 80 سال کی لیڈرشپ بھی سیاست کے اندر قوموں کو leadership provide کرتی رہی ہے، کررہی ہے ۔ محض ایک ہی بنیاد پر کہنا غلط ہے ۔ ان معاملات میں میرٹ ہونا چاہیئے ۔ اگر کنٹریکٹ پر، کسی شخص کو سفارش کی بنیاد پر حکومت رکھا گیا تھا، یہ بڑا ظلم تھا ۔ تو اس میں جواز نہیں ہو سکتا اور جو حکومت بھی ایسے نااہل افراد کو نکالے گی میں سمجھتا ہوں کہ وہ اچھا اقدام کرے گی۔ اسی طرح سے جن لوگوں کو سیاسی بنیاد پر accommodate کرنے کے لئے promotions دیئے گئے ہیں، contracts دیئے گئے ہیں، خواہ وہ پیپلز پارٹی نے دیئے ہیں یا مسلم لیگ نے دیئے ہیں وہ غلط تھے، وہ غلط رہیں گے اور جو بھی extend کرے گا وہ سب سے زیادہ بدنام ہوگا ۔ لیکن اس کا سہارا لے کرکے یہ اصول پیش کردینا کہ ۶۰ سال کے بعد سب لوگ از کاررفتہ ہو جاتے ہیں اور وہ دن آتے ہیں قوم کے اوپر اور انہیں بتایا جائے گا کہ اس سےخوشیاں منائی جائیں گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہ حقیقت سے مطابقت رکھتی ہے نہ نسل انسانی اس کی تائید کرتی ہے ۔

آپ کومعلوم ہے کہ کتنے سائنسدان ہیں جو ۶۰ سال نہیں، ۷۰سال اور ۸۰ سال کے ہیں جو ایسے ایسے کام کررہے ہیں جن پر انہیں نوبل پرائیز مل رہے ہیں ان کا recognition ہو رہا ہے دنیا کے اندر ۔ تو بغیر عمر کی ڈیٹ لائن کی بنیاد کے اوپر یہ فیصلے نہیں ہوتے ہیں یہ فیصلے on merit ہوتے ہیں اور اس کے باوجود دوسری بات میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ نان میرٹ اور محض سفارش کی بنیاد پر محض انہیں بھی رکھا جاتا ہے ۔ مسلمانوں کو بھی

رکھا جاتا ہے۔ یہ ابھی غلط ہے ۔ چاہے وہ کسی بھی راستے سے آئیں آپ کو معلوم ہو گا اس ہاؤس میں پلیسمنٹ بیورو نے جس قسم کے کارنامے انجام دیئے تھے اور اس طرح نوجوانی اور جیالے کے نام پر، گریڈ کے آدمی کو ۱۸ گریڈ میں اور 15 گریڈ کے آدمی کو ۲۲ گریڈ میں کیا تھا انہوں نے کب انصاف کیا تھا اور نواز شریف نے اگر کوئی ایسا کام کیا تو پھر وہ بھی درست نہیں۔ اس لئے ہم جو بات کررہے ہیں وہ کسی ڈر یا لالچ کی بنیاد پر نہیں ہے---- اس کے ساتھ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یا تو آپ کنٹریکٹ کے سلسلے کو ختم کر دیجئے کہ کنٹریکٹ غلط ہے ۔ اس پر ہم پر کوئی appointment نہیں لیں گے۔ بات سمجھ میں آتی ہے ۔

لیکن جب تک آپ کنٹریکٹ کو لاگو رکھتے ہیں آپ اس کو apply بھی کرتے ہیں اور پھر جہاں سے آپ لوگوں کو فارغ کرتے ہیں ۔ اور پھر انہیں re-employ کیوں کرتے ہیں ۔ میں نام نہیں لینا چاہتا ، لیکن یہ ہے کہ ایک رپورٹر ہے اور اس شخص کی میں عزت کرتا ہوں ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت ملک کو ہے ۔ لیکن اگر آپ یہ بات کہتے ہیں کہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر ہم اس کو جاری بھی رکھنا چاہتے ہیں ۔ تو پھر آپ کو چاہیے کہ سب کو re-employ کریں ۔ اور اگر آپ یہ دلیل دیتے ہیں کہ نہیں کنٹریکٹ اپنی جگہ صحیح ہے ۔ ہم ایک ایک کیس کو re-examine کریں گے اس کے بعد میرٹ دیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں ۔ اور اگر کوئی ایسی کمیٹی بنی ہے جس میں objectively asses کیا ہے اس کے بعد فیصلے کئے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میری پہنچ سے باہر ہیں۔ اگر ایسے طریقے سے سو افراد یا پچاس افراد جو ہیں ان کو لیتے ہیں لیکن جو لوگ متاثر ہو چکے ہیں وہ پندرہ سولہ ہزار ہیں ۔ اور یہ میں جاننا چاہوں گا اور حکومت کو اس معاملے میں ہمیں اعتماد میں لینا چاہیے کہ پوری گورنمنٹ چاہے وہ--- فیڈرل گورنمنٹ سروس ہو، یا اس کی ایسوسی ایشن کی سروس ہو autonomous body ہو semi autonomous body ہو ۔ ان میں کل کتنے افراد کنٹریکٹ پر تھے۔ ان میں سے کتنے کو نکالا گیا ہے۔ جن کو نکالا گیا ہے ان کے لئے کیا procedure follow کیا گیا ہے ۔ انہیں موقع دیاگیا ہے یا اپنی بات کو اپنی پوزیشن کو explain کرنے کا---- مجھے پتہ نہیں ایک ہفتے میں آپ کتنے ہزار افراد کے کام کو examine کرکے objectively انہیں طے کرسکیں ۔ کہ ان کی سروسز جاری رکھنی چاہیے یا نہیں۔

مجھے ایسے افراد سے کوئی دلچسپی نہیں جنہیں سیاسی سرپرستی کی خاطر extension دیا گیا ہو ۔ یا پروموشن دیا گیا ہو ۔ میں تو ذکر کر رہا ہوں ان پندرہ سولہ ہزار cases کا جو اخبار میں رپورٹ ہوئے ہیں اور جنہوں نے مجھے خود approach کیا ہے ۔ اس معاملے میں حکومت پورے حقائق سامنے لائے جو پوری انفارمیشن ہے ۔ کتنے ہزار افراد کنٹریکٹ پر ہیں اور ان میں سے کتنوں کو نکالا گیا ہے ۔ اور جنہیں نکالا گیا ہے ان کے لئے کیا procedure اختیار کیا گیا ہے ۔ جنہیں کنٹریکٹ پر رکھا گیا ہے انہیں کیوں رکھا گیا ہے ۔ اور ایسا کیوں ہوا اور اس کو کیوں نکال دیا گیا ہے ۔ اور اس کے بعد پھر اخبارات میں آئیں کہ ان کو پھر relieve کرنے کے بعد re-employ کیا گیا ہے۔ تو یہ چیزیں ہیں جن کو اعتماد میں لینا چاہیے اور یہی چیز ہے جس کی بنیاد پر میں اپنی موشن ----

(مداخلت)

Mr. Chairman: Prof Sahib, in the light of the statement of the honourable Minister clarified that the report is factually incorrect. The Minister stated that only about 100 people have been effected. We accept the statement of the Minister for the adjournment motion. Secondly, the Minister has pointed out that this matter was currently looked into by a committee and actually taken under the proper law under the Contract Law and the Civil Servants Act. Therefore, I don't press for the admission of the adjournment motion.

اب وقت ختم ہو گیا ہے جی۔

ELECTION TO STANDING COMMITTEES

Mr. Chairman: We come to the next item on the agenda which is motion by Syed Iqbal Haider regarding the Standing Committees.

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, with your permission, I move that the following members may be elected as members of the Senate Committees

mentioned against their names, namely :-

(1)	Ch. Shujat Hussain	i) Standing Committee No. 2-- on Defence, Defence Production and Aviation. ii) Standing Committee No. -- on Petroleum and Natural Resources and Water and Power.
(2)	Malik Muhammad Qasim Senator.	i) Standing Committee No. 3 -- on Commerce. ii) Standing Committee No. 8 -- on Foreign Affairs, Kashmir Affairs and Northern Affairs. iii) House Committee.
(3)	Syed Shahid Abbas Shah Senator.	i) Standing Committee No. 4-- on Industries and Production. ii) Standing Committee No. 8-- on Foreign Affairs, Kashmir Affairs, and Northern Affairs.
(4)	Mian Raza Rabbani Senator.	i) Standing Committee No. 3-- on Commerce ii) Functional Committee on Problems, of Less Developed Areas.
(5)	Mr. Rashid Hussain Rabbani Senator.	i) Standing Committee No. 11-- on Education, Science and Technology. ii) Functional Committee on Problems

of Less Developed Areas.

(6)	Mr. Imada Ali Awan. Senator.	i)	Standing Committee No.11-- on Education, Science and Technology.
		ii)	Standing Committee No. 12-- on Law, Justice and Parliamentary Affairs, Religious Affairs and Minorities Affairs.
		iii)	Senate Finance Committee.
		iv)	Committee on Rules of Procedure and Privileges.

Mr. Chairman: It has been moved by the honourable Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that Ch. Shujaat Hussain be elected to Standing Committee No. 2, No. 6 and Senate's Finance Committee.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: It has been moved by the honourable Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that Malik Muhammad Qasim be elected to Standing Committee No. 3, No. 8 and House Committee.

(The motion was carried)

Mr Chairman: It has been moved by the honourable Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that Syed Shahid Abbas Shah be elected to Standing Committee No. 4 and No. 8.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: It has been moved by the honourable Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that Mian Raza Rabbani be elected to Standing

Committee No 3 and Functional Committee on Problems of Less Developed Areas.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: It has been moved by the honourable Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that Mr. Rashid Hussain Rabbani be elected to Standing Committee No. 11 and Functional Committee on Problems of Less Developed Areas.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: It has been moved by the honourable Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that Mr. Imdad Ali Awan be elected to Standing Committee No. 11, 12, Senate Finance Committee and Committee on Rules of Procedure and Privileges.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Item No. 4, Syed Iqbal Haider Sahib.

ORDINANCES - LAID

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr. Chairman. I beg your leave to lay before the following Ordinances, as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan :-

(1) The Wealth Tax (Amendment) Ordinance, 1993 (XXI of 1993).

(2) The Customs (Amendment) Ordinance, 1993 (XXII of 1993).

(3) The Labour Laws (Amendment) Ordinance, 1993 (XXIII of 1993)

(4) The Prohibition (Enforcement of Hadd) (Amendment) Ordinance 1993 (XXIV of 1993).

(5) The Dangerous Drugs (Amendment) Ordinance, 1993 (XXV of 1993).

(6) The Creation of Debt Retirement Fund Ordinance, 1993 (XXVI of 1993)

(7) The President's Pension (Amendment) Ordinance, 1993 (XXVII of 1993).

(8) The State Bank of Pakistan (Amendment) Ordinance, 1993 (XXVIII of 1993).

(9) The Banking Companies (Amendment) Ordinance, 1993 (XXIX of 1993).

Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Ordinances stand laid. What about the other Ordinances?

وہ کیوں نہیں lay کر رہے ہیں -

Syed Iqbal Haider: They will be laid later on.

Mr. Chairman: Why?

Syed Iqbal Haider: No specific reasons, Sir, for this delay.

ان کو بھی lay کردیا جائے گا۔

Mr. Chairman: Item No. 5, Syed Iqbal Haider Sahib.

COPY OF THE ADDRESS OF THE PRESIDENT - LAID

Syed Iqbal Haider: Sir, I seek leave with your permission to lay before the Senate an authenticated copy of the Address of the President under

Article 56(3) of the Constitution made before the two Houses of Majlis-e-Shoora (Parliament) assembled together on 27th October, 1993, as required by sub rule (2) of rule 29 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

Mr. Chairman: Stands laid.

جی جناب پروفیسر صاحب

پروفیسر خورشید احمد - جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو lay کرنے میں اتنی دیر کیوں ہوئی ہے - میرے علم کی حد تک بیچ میں ایک سیشن ہو چکا ہے اور ہماری روایت یہ رہی کہ مشترکہ اجلاس سے صدر کے خطاب پر بحث کے لئے Presidential Address lay کردیا جاتا ہے -

جناب چیئرمین - کیا بیچ میں ایک سیشن ہوا ہے -

پروفیسر خورشید احمد - جی، ہوا ہے - ۱۴ تاریخ کو ہم ملے ہیں ، 14/15 تاریخ کو ہم ملے ہیں -

جناب چیئرمین - کہہ رہے ہیں کہ غالباً آپ کی وجہ سے postpone ہو گیا تھا -

پروفیسر خورشید احمد - یہ وجہ نہیں تھی ، جناب سیشن باقاعدہ ہوا ہے ، ضرور prorogue ہوا ہے لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے ۱۳ تاریخ کو we have met اور یہ اس سے پہلے خطاب ہوا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں اصولاً اس کو اس وقت lay ہونا چاہیے تھا -

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد - 14 کو ہوا تھا -

Mr. Chairman: As a matter of principle what the honourable Senator is saying is correct and I think the Government should as soon as practicable lay the Ordinances on the table of the House.

پروفیسر خورشید احمد - جناب چیئرمین قبل اس کے کہ آپ آئیٹم نمبر ۶ پر آئیں ، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اور جناب محمد علی خان نے ایک موشن under Rule 193

and Rule 236 پیش کی ہے یہ آپ کے سامنے بھی ہے اور میرے خیال میں وزیر محترم کو بھی اس کی کاپی پہنچا دی گئی ہے ۔ میں چاہوں گا کہ آپ اجازت دیں کہ اس کو پہلے لے لیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔یہ کیا چیز ہے ؟

پروفیسر خورشید احمد۔یہ ہے جی -----

جناب چیئرمین۔ کیا اس کی آپ نے وزیر قانون کو کاپی دے ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد۔میں نے سیکریٹریٹ کو کاپی دے دی ہے ۔

جناب چیئرمین۔وزیر صاحب، آپ اس کو دیکھ لیں ۔ اس دوران میں پہلے اس کو نپٹا لوں ۔ وزیر صاحب کو کاپی دے دیں ۔

پروفیسر خورشید احمد۔جناب والا میں یہ چاہتا ہوں کہ صدر کے خطاب پر بحث سے پہلے اس کو لے لیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔آج صدر کے خطاب پر ڈسکشن move تو نہیں ہوگی ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ اسی لئے چاہتا ہوں کہ نمبر ۶ سے پہلے اس move کر دیا جائے۔

Mr. Chairman: It is my understanding that this is to be moved today and for discussion.

آپس میں طے کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں ۔ اقبال حیدر صاحب، آپ نمبر ۶، پیش کر دیں۔

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr. Chairman, I move this House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his Address before the two Houses assembled together on the 27th October, 1993.

Mr. Chairman: It has been moved by the honourable Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that this House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his Address before the two Houses assembled

together on the 27th October, 1993.

اب اس پر یہ ہے کہ اس پر بحث کل شروع کرنا ہے ۔

Syed Iqbal Haider: Sir, we have discussed it with the Leader of the Opposition and the Leader of the House may open the debate on Thursday the day after tomorrow.

جناب چیئرمین۔ جمعرات ٹھیک ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں نے جناب والا عرض کیا ہے کہ پہلے یہ موشن لے لیں۔

جناب چیئرمین۔ پہلے یہ فیصلہ کرلیں کہ اس پر بحث کب کرنی ہے ۔

Syed Iqbal Haider: Sir, on Kashmir issue allow me to make the statement.....

جناب چیئرمین ۔ پہلے یہ نپٹا لیں ۔ تو کیاآپ اس پر بحث جمعرات کو شروع کرنا چاہیں گے ؟

سید اقبال حیدر۔ یہ جمعرات سے ہی کریں۔ اس بارے میں اپوزیشن سے طے ہو گیا ہے۔

Mr. Muhammad Ali Khan Hoti: Actually this morning it was decided that we start the debate on the Presidential Address on Thursday, but then we gave this motion under Rule 194, it is also very very important, Sir. So, I personally feel that we discuss this on Thursday and then in the next week we start debate on the Presidential Address.

Mr. Chairman: Next week it would be Monday.

تو سوموار سے روزانہ اس پر بحث کریں گے ۔

And it will start in the morning. What about the time for speeches of the honourable Members?

Mr. Muhammad Ali Khan Hoti:Leaders of the parties should be given atleast half an hour and the other members may be given 15 to 20 minutes.

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے کہ

Leaders of the political parties/groups will be given half an hour and everyother member 20 minutes and we will start on Thursday.

Syed Iqbal Haider: Sir, allow me to add one point to the Resolution The Leader of the Opposition may start on Thursday...... Allow me to finish. I am not in disagreement with the Resolution which has been moved by them.

جناب چیئرمین۔وہ تو دیکھ لیں گے اس کو علیحدہ طے کرتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔اس پر بحث کی اتنی ضرورت نہیں کیونکہ کشمیر کے ایشو پر جائنٹ سیشن میں discuss ہو گیا تھا اور جائنٹ سیشن میں یہ فیصلہ بھی ہوا تھا کہ کمیٹی بنے لیکن چونکہ سیشن prorogue ہو گیا تھا-----

جناب چیئرمین ۔چلیں، پہلے ایک مسئلہ تو طے کریں۔

سید اقبال حیدر۔جمعرات سے بحث شروع کردیں۔

جناب چیئرمین۔جمعرات یا سوموار بعد کی بات ہے لیکن طے یہ کرلیں کہ

Leader of the political groups half an hour, every other member 20 minutes and the Leader of the House and the Leader of the Opposition can be given a little more flexibility.

ٹھیک ہے جی۔

سید اقبال حیدر۔جی ہاں۔

جناب چیئرمین۔جی، حافظ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ جی، میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ یہ "لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر

آف دی ہاؤس" یہ آپ کی اپوزیشن تھی یا اس وقت کی ۔

جناب چیئرمین۔اس وقت کی اپوزیشن تھی ۔

حافظ حسین احمد۔یہی میں پوچھ رہا تھا ۔

جناب چیئرمین۔یعنی میری "اپوزیشن" کس طرح تھی ۔

حافظ حسین احمد۔میں سمجھا کہ تقریر آپ کی ہے چونکہ ----

جناب چیئرمین۔یہ تقریر میری نہیں ہے یہ صدر کی تقریر ہے ۔Whoever is the President, اس کی تقریر ہے. President is an institution۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔جناب یہ وقت بہت کم ہے ۔

جناب چیئرمین۔جناب یہ کافی ہے ' آپ جیسا سمجھدار آدمی تو 15منٹ میں ہی اپنی تقریر پوری کرے گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔بہرحال وقت تھوڑا ہے ۔

جناب چیئرمین۔کام کو ختم بھی تو کرنا ہوتا ہے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔پھر بھی یہ وقت بہت کم ہے ۔

جناب چیئرمین۔چلیں ، تھوڑا بہت ادھر ادھر کرکے آپ کا وقت زیادہ کردیں گے۔
Now, we come to the next item, which is the Resolution.

سید اقبال حیدر۔جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔فرمائیے۔

Syed Iqbal Haider: Sir, my suggestion to the honourable members is that a resolution has been tabled in the National Assembly and I propose to move the similar resolution before this august House on the same line so that there is a harmony. The objective was that the two Houses may work accordingly in the same spirit and with the same harmony and with the same

intention and purposes of the term of reference. Allow me to move this resolution on the next sitting that would be on Thursday in line with that the honourable Members agree. Then, we will move the same resolution for the Constitution of the committee.

جناب چیئرمین۔ کیوں جی، پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ مقصد ہمارا یہی ہے لیکن چونکہ اس مسئلہ پر بحث شروع ہو رہی ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سے پہلے سینٹ کی کمیٹی بھی بن جائے اور سینٹ میں negotiations کے contact پر بھی گفتگو ہو جائے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جمعرات کو یہ ہو جائے، کمیٹی بھی بن جائے اور اس کے بعد اگر وقت ہوا تو آپ صدر کے خطاب پر بحث شروع کر لیجئے ورنہ سوموار کو کر لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ تو اس کو جمعرات کو لے لیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی ہاں۔

Mr. Chairman: On Thursday we will take up this matter. In the meantime you can consult me and come out with something which is generally acceptable.

ٹھیک ہے جی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی ہاں۔

جناب چیئرمین۔ اور کیا رہ گیا ہے جی۔

ایک معزز رکن۔ ایک تحریک التواء ہے۔

Mr. Chairman: Adjournment motion on environmental pollution.

جی جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ ایک تحریک التوا میں نے اور میرے ایک دوست نے کل پیش کی ہے جو کہ اسلام آباد سے پشاور تک کے موٹر وے کی سکیم کو ختم کرنے سے متعلق

ہے یہ مسئلہ بڑا اہم ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ اس کو پہلے لیا جائے۔
theoratically, humanitarianly, economically یہ پاکستان کے حق میں نہیں ہے-----

جناب چیئرمین-یہ آپ نے کل دیا ہے۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, this adjournment motion concerns the decision of the Federal Government to withdraw the powers from the Provincial Government to issue permits.

وہ ایشو کرتی تھی for the transport goods into Afghanistan. وہ گورنمنٹ نے اب withdraw کرلی ہے

and it is an infringement of provincial autonomy and a serious matter for the people who live there. Because it may lead at same time to scarcity of essential goods in the province.

اس پر وہاں بہت زیادہ reaction ہوا ہے اس لئے وہ تحریک التوا بھی لائیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اسے جمعرات کو ڈسکس کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین-یہ آپ آپس میں مشورہ کرلیں مجھے بھی مل لیں۔

because you see, adjournment motion is taken out of turn in a certain order. Then, you will have to move a motion out of turn. I will in the meantime examine it from the official point of view. Then, if it has to be taken out of turn.....

(interruption)

Mr. Chairman: O.K., next item is item No. 7, discussion on the adjournment motion moved by Hafiz Hussain Ahmed.

DISCUSSION ON THE ADJOURNMENT MOTION REGARDING

ENVIRONMENTAL POLLUTION IN THE COUNTRY

جناب چیئرمین۔جی حافظ صاحب فرمائیے۔

حافظ حسین احمد۔بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جس پر میں نے تحریک التواء دی تھی اور اس معزز ایوان نے اسے بحث کے لئے منظورکیا۔ ابتدائی طور پر میں نے ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر جو لاہور سے متعلق ہے میں نے اپنی تحریک التواء پیش کی تھی لیکن اس کے بعد جو صورتحال سامنے آئی ہے----

----

[At this stage the Chair was vacated by Mr Chairman which was occupied by the Presiding Officer (Mr Bashir Ahmed Matta)].

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔(جناب بشیر احمد مٹہ)۔ آپ جاری رکھیں۔

حافظ حسین احمد۔جناب چیئرمین صاحب میں گزارش کر رہا تھا کہ ماحولیات کے مسئلے پر جب ہمارے سینیٹر انور سیف اللہ صاحب وزیر ماحولیات تھے میں نے یہ تحریک التواء پیش کی تھی جسے اس ایوان نے بحث کے لئے منظور کیا تھا۔ بنیادی طور پر یہ مسئلہ لاہور سے متعلق تھا لیکن یہ مسئلہ اب صرف لاہور کا نہیں پورے ملک کا ہے۔ اگرچہ اس کے بعد ملک کا سیاسی ماحول بھی انتہائی ابتر رہا اور بدقسمتی سے خود ہمارا پارلیمنٹ ہاؤس بھی اور اس کا ماحول آتشزدگی کی وجہ سے خراب تھا اور جب ہم اس ایوان میں آئے تھے تو اس ایوان میں بھی ماحول کچھ بہتر نظر نہیں آتا تھا لیکن جناب چیئرمین صاحب میں سمجھتا ہوں کہ ماحولیات کی وزارت محض باہر سے آئے ہوئے چند وفود کے ساتھ ملاقاتیں اور اس حوالے سے دیئے گئے فنڈز وغیرہ خرچ کرنے کے علاوہ کوئی کارکردگی ایوان کے سامنے پیش نہیں کرسکی۔ میری تحریک التواء کی بنیاد ایک اخباری خبر تھی جس میں جتایا گیا تھا کہ زندہ دلان لاہور ایک دن کے اندر کتنی مٹی پھانکتے ہیں کتنا دھواں ان کے پھیپھڑوں میں چلا جاتا ہے اور وہاں جو تانگے چلتے ہیں اس سے کتنا گوبر جو ہوا چلتی ہے اس کے ذریعے ان کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ تمام

تفصیلات وہاں دی گئی تھیں ۔

اس کے علاوہ جو سب سے اہم مسئلہ ہے شاید اس کا ہمارے اکثر معزز ارکان کو علم ہوگا کہ لاہور سے گوجرانوالہ نکلنے کے بعد راستے میں کالاشاہ کاکو کے قریب گیسز وغیرہ تیار کرنے کے کچھ کارخانے لگے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی شہری آبادی ہے وہاں پر آپ جائیں گے تو کئی میل تک سرراہ چلتے ہوئے ان زہریلی گیسوں کی بدبو آپ کو محسوس ہوگی لیکن اس کا کوئی تدارک نہیں کیا جا سکا اور اس کے علاوہ میں مختصراً یہ گزارش کروں گا کہ جہاں سے سوئی گیس نکلتی ہے اس علاقے کے متعلق اس سے قبل بھی میں ایک تحریک التواء دے چکا ہوں جو میڈیکل رپورٹیں آئی ہیں ان میں کہا گیا تھا کہ اس علاقے میں لوگوں میں ناک ' کان گلے اور آنکھوں کی بیماریاں پیدا ہوئی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں سے جو گیس نکلتی ہے اور جو گیس وہاں پر جلائی جاتی ہے تیکنیکی طور پر وہ ضروری ہوتا ہے کہ جو زائد گیس ہے اس کو جلایا جائے ۔ اس کی وجہ سے ان علاقوں میں مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہوئی ہیں جن میں کان کی بیماریاں جلدی بیماریاں ' بالوں کی بیماریاں ' پیدا ہوئی ہیں اور اس کی باقاعدہ رپورٹ آئی ہے اور اس ایوان میں تحریک التواء بھی دی گئی اور اس پر بحث بھی کی گئی لیکن جناب چیئرمین صاحب اس پر کسی نے بھی توجہ نہیں دی ۔

میں سمجھتا ہوں اس وقت آپ میں سے کوئی شخص کوئٹہ شہر میں چلا جائے تو 24 گھنٹے کے اندر اسے کم از کم گلے کان اور آنکھوں کی بیماریوں میں وہ مبتلا ہوگا اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے گزشتہ ایک ڈیڑھ سال سے کوئٹہ کی تمام سڑکوں کو جگہ جگہ سے کھودا گیا ہے اور مختلف جو محکمے ہیں کبھی ٹیلی فون والے آکر کھدائی کر دیتے ہیں اور چھ مہینے تک وہ اسی طرح پڑا رہتا ہے اور وہاں سے جو مٹی نکلتی ہے اس سے آمد و رفت کی وجہ سے وہ انتہائی باریک پاؤڈر کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ہوا کے ذریعے پھر وہاں کے عوام کے جسم میں داخل ہوتی ہے ۔

جناب چیئرمین میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی ماحولیات کی وزارت ہے تو اس کی کارکردگی کیا ہے اس نے کون سے منصوبے بنائے ہیں اس کے سدباب کے لئے کیا کیا گیا ہے اگر آپ لاہور میں چلے جائیں تو وہاں پر تانگے ہیں اور جو گوبر تمام سڑکوں پر وہاں موجود رہتا ہے اور اس کے بعد وہ پاؤڈر بن کر ہوا کے ذریعے چلتا ہے اور اس کے علاوہ فیکٹری اور جو

رکشے ہیں جو گاڑیاں ہیں جن کے سلنسرز وغیرہ ختم ہو چکے ہیں اور وہاں سے غلیظ دھواں جو نکلتا ہے وہ بھی انسانی جسم کے لئے صحیح نہیں ہے اور میونسپلٹی والے کسی سے ۲۰ روپے اور کسی سے ۱۰۰ روپے لیتے ہیں اور ان کو سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ماحولیات کے لئے کہا جاتا ہے کہ درخت لگائے جاتے ہیں--- آپ بھی سن رہے تھے اور آپ بھی ---

جناب پریزائڈ نگ آفیسر۔ آپ جاری رکھیں۔

حافظ حسین احمد۔ تو میں یہی گزارش کروں گا کہ اس کے سدبات کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا جائے۔ ماحولیات کو سدھارنے کے لئے اور بہتر بنانے کے لئے درخت لگائے جاتے ہیں۔ لیکن عجیب ستم ظریفی ہے کہ یہاں اسلام آباد کے درخت ہی ماحول کو خرات کرنے کے باعث بنے ہیں اور بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ جناب یہ ایسے درخت ہیں جن سے گلے کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کھانسی پیدا ہوتی ہے اور الرجی وغیرہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی اس قسم کے درخت لگے ہوئے ہیں تو اس کا سدباب کیوں نہیں کیا جاتا اور خاص طور پر شجرکاری کی مہم کے دوران دوسرے درخت کیوں نہیں لگائے جاتے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح میں نے لاہور شہر کے جو مسائل پیش کئے ہیں اور وہاں پر جو گیسز اور دوسری بڑی بڑی بھٹیاں ہیں اور شہری آبادی بڑھتی جا رہی ہے اور وہاں پر اینٹ بنانے کی جو بھٹیاں ہیں وہاں پر کوئلہ جلایا جاتا ہے اور ان کی چمنیوں سے جو دھواں نکلتا ہے وہ اس معیار کے مطابق نہیں ہے بلکہ ہوا کے ذریعے وہ کثافت اور دھواں شہری آبادی میں پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں اس کے لئے وزارت ماحولیات اقدامات کرے۔ ہمارے سید قاسم شاہ صاحب تھے ان سے ہم پوچھتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ میری وزارت مخولیات کی ہے اس کو مخولیات نہ بنایا جائے بلکہ ماحولیات کو سدھارنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

بیرون ملک سے جو لاکھوں ڈالر فنڈز کے طور پر آتے ہیں ان کو کس طریقے سے استعمال کیا گیا ہے ان کا کوئی حساب کتاب ہے اور کس علاقے کو مثال کے طور پر یا سمبل کے طور پر سدھارا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر دیگر ارکان بھی اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔ شکریہ۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے یہ آج کا اہم نعرہ جو ملک میں بھی اور عالمی سطح پر بھی پایا جاتا ہے یہ آلودگی کا مسئلہ اس پر مجھے اظہار کا موقع دیا۔

جناب والا آلودگی کا مسئلہ آجکل پریس میں بھی بڑا اٹھایا جارہا ہے۔ میں اگرچہ آلودگی کا بالکل قائل ہوں کہ عوام کے لئے نقصان دہ ہے لیکن جس طرح یہ مسئلہ آجکل اٹھایا جارہا ہے تو یورپی ممالک، سامراجی ممالک اور امریکہ جنہوں نے تمام دنیا پر قبضہ کرلیا اور تمام دنیا کے وسائل کو لوٹ کر یورپ اور امریکہ کے پاس پہنچا دیئے ہیں۔ جیسے آج بھی ہمارے بعض سوالات سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارا ماہی گیری کے پرمٹوں کا معاملہ بھی خارجی ملکوں اور یورپ کے دوسرے ملکوں کو دیا ہے۔

تو عرض میری یہ ہے کہ آلودگی ایک اہم مسئلہ ہے لیکن اس وقت جس طرح اس کو اٹھایا جارہا ہے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ دنیا کے باقی تمام مسائل حل ہوگئے ہیں روٹی کا بھی، کپڑے، مکان سازی روزگار کا بھی، ہماری ترقی بھی ہوگئی ہے صنعتی ترقی بھی ہوگئی ہے۔ زراعت اور تعلیم بھی ہوگئی ہے۔ اب صرف آلودگی ہے اور جیسا کہ حافظ صاحب نے بڑی توجہ دلائی ہے خاص کر تانگے اور دوسری چیزیں۔ میں یہ عرض کروں گا جناب والا! کہ ہمیں اور تمام غریب ملکوں کو سب کو اولیت اپنی صنعت اور زراعت کو دینی چاہیے۔ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ اس وقت اصل مسئلے کو لوگوں کی نظروں سے ہٹانے کے لئے پریس ریڈیو اور میڈیا پر بھی بس pollution, pollution, pollution، آگیا اور بس دنیا غرق ہوگئی۔

یورپ والوں کے لئے شاید یہ مسئلہ ہے لیکن ہمیں جناب والا! اس مسئلے کو اپنے وسائل کے مطابق لینا چاہیے۔ ایک پہلو یہ ہے کہ ہمیں اپنی صنعت اور زراعت کو ترقی دینی چاہیے۔ اس وقت جناب ہمیں اپنی توجہ زراعت و صنعت پر دینی چاہیے۔ ہر پہلو سے جناب والا ہماری نظر اپنے صنعتی وسائل پر ہے یہ ہماری priority ہے اور ہونی چاہیے ترقی کے حوالے سے: ہم جب کہتے ہیں کہ اپنے آپ پر انحصار کرنا ہے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوکر اپنی معیشت بنانی ہے تو اب یہ چند جو اینٹ سازی کے کارخانے ہیں ان کے دھوئیں سے بھی ہم مر رہے ہیں۔

جناب والا ابھی تو ہم نے سٹیل مز ، سمندری اور ہوائی جہاز بنانے ہیں اور ریلوے کے بڑے ڈبے اور انجن بنانے ہیں اور وہ ترقی کرنی ہے ۔ جو ہمارے ایشیا ، میں کوریا اور جاپان نے کی ہے اور ان کا tiger بننا ہے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اسے ایک خاص حد تک مجموعی طور پر اٹھایا جائے ۔

ایک پہلو جو بالخصوص پولیوشن کا ہے اس سے میں متفق ہوں کہ اس کے لئے پورا انتظام کیا جائے لیکن جو کچھ بھی ہم ترقی کر رہے ہیں اس ترقی کے دوران ہم آج ہی سے ایسے انتظامات کریں سائنس ، مشینیں ، ابھی سے ہم یہ طریقہ نکالیں اور ہمارے جو محکمہ جات ہیں یا ہماری جو گورنمنٹس ہیں یا دوسرے ادارے ہیں جو کچھ ہم بنا رہے ہیں ۔ یا جو کچھ ہماری انسٹالیشنز ہو رہی ہیں ان کے بارے میں آج ہی سے ایسا انتظام کیا جائے کہ ان سے pollution کے امکانات کو کم کریں ۔

اب ہمارے کوئٹہ میں ایک مسئلہ ہے سیوریج سسٹم کا ، بجلی اور ٹیلیفون سسٹم کا یہ ہم نے پہنچانا ہے ۔ دوسری طرف کورٹس میں ، لوگوں نے بتایا کہ جناب ہمارے lungs خراب ہو گئے ہیں ۔ ایک طرف ہماری گیس کی ضرورت ہے بجلی اور ٹیلی کمیونیکیشن کی ضروریات ہیں یہ ٹھیک ہے اس کے لئے منصوبہ بندی ہو مگر ایسا نہ ہو خرچہ ہمارا زیادہ ہو۔ ایک ہی پلان کے تحت سڑک کی کھدائی ہو اور دوسری چیزوں کی' یہ بات صحیح ہے یہ تو ہماری ترقی کے لئے ضروری ہے لیکن جب ہم ایک کام کرتے ہیں تو ہمارے وسائل اس دوران مکمل ہوگئے ہیں اور بالکل پریس اور میڈیا شور اٹھا دیتے ہیں کہ سارے مسئلے حل ہو گئے ہیں اور ایک بڑا انقلاب لانا ہے اور پولیوشن ختم کرو۔ پولیوشن نے تو ہونا ہے ۔ جب ہم نے گیس ،ٹیلیفون ، بجلی لوگوں کو پہنچانی ہے تو اس کے لئے کھدائی کرنی ہے ۔ صرف یہ ہے کہ اس موقع پر بالخصوص میری عرض یہ ہے کہ ہم بالکل تمام ترقیاتی کام کریں اور اس کے ساتھ ہم اس کے جو نقصانات ہوں ان کو کنٹرول کریں یہ طریقہ ہے ۔ ورنہ یہ جو ہے ابھی ہمارے رکشے اور گاڑیاں ہیں ابھی تو ہم نے بڑے بڑے روڈز بنانے ہیں جیسے سابقہ گورنمنٹ نے موٹر وے بنانا تھا ان کے اپنے arguments تھے اب جبکہ موٹر وے لاہور سے اسلام آباد تک پہنچ گیا تو اب کہتے ہیں کہ پشاور خیبر تک یہ نہیں جانے گا۔ اب اس میں اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ آلودگی ہے گرد ہے اور ہمارے لوگ جو ہے مریں گے

تو یہی ہم کہتے ہیں کہ صاف سٹرکچر بنائیں ہمیں موٹر وے کی ضرورت ہے۔ یہی بات تو یہ ہے کہ اس پر بڑا خرچہ ہو رہا تھا لیکن اب جب ہمارے علاقے میں یہ آیا تو اس کے بعد پھر ہمارے گھر تو پوزیشن کا مسئلہ آگیا۔ یہ تو جناب والا پشاور سے کوئٹہ تک اور کوئٹہ سے خضدار اور پھر کراچی تک ہوگا۔ اور پھر جب ہم کہتے ہیں سنٹرل ایشیاء کی ریاستوں تک روڈز بنانے ہیں یعنی یہ ہماری ضرورت ہے۔ ہماری تجارت ہے ابھی تو ہم نے بڑے بڑے روڈز بنانے ہیں۔ اس پر بڑے بڑے ٹرک چلیں گے۔ مجھے تو وہ terminology پتہ نہیں۔ لیکن یہ مسائل تو پیدا ہوں گے۔

جناب تو میں یہ عرض کررہا ہوں جناب والا! کہ اپنی صنعت کو ترقی دینی چاہیے یورپ کے غلط پروپیگنڈے میں نہیں آنا چاہیے۔ کہ بھائی سب کچھ ہوگیا ہے۔ ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک بھوکا ہے، پسماندہ ہے، معاشی طور پر پیچھے ہے، ہمیں لوگوں کو آگے بڑھانا ہوگا۔ اب اس میں جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ آلودگی پر توجہ خصوصی ضروری دی جائے لیکن ساتھ ہی اس کو ایسا نہ لیا جائے جیسا کہ یورپین لوگ لے رہے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں کہ اب ہم نے دنیا پر قبضہ کیا ہے۔ اب دنیا ہمارے لئے باغ بن گیا ہم اس میں سیر کریں گے ٹھیک ہے ہم ان کے لئے وہ باغ بنائیں گے سیر کے لئے، لیکن اس میں میری تجویز یہ ہے جناب والا! اور ہمارے ملک میں--- آج بھی ایک دوست کے سوال کے جواب میں پوچھا گیا تھا کہ ہماری کتنی زرعی زمین ہے۔ یعنی قابل کاشت ہے اس میں ہماری کروڑوں ایکڑ زمین ابھی زیر کاشت نہیں لائی گئی۔ ہم اپنی زراعت کو ترقی دیں اور زراعت میں جنگلات ہیں مثلاً ہمارے صوبے کے بارے میں یہاں اعداد و شمار میں آپ نے پڑھا ہوگا 15 ملین یعنی ایک کروڑ 50 لاکھ قابل کاشت زمین اور اس میں 40 لاکھ ابھی تک صرف قابل کاشت تھے۔ اگر ہم اس زمین کو زیر کاشت لے آئیں تو یہ جو آلودگی کا مسئلہ ہے ہمارے لئے بھی حل ہوگا اور ہماری صحت کے لئے صحیح ہوا بھی میسر ہوگی اور ساتھ ہی ہمیں روٹی مل جائے گی۔ ایک کروڑ زرعی زمین قابل کاشت ہو ہمارے صوبے کی جناب والا جس میں اتنا پانی ہے۔ اگر ہماری زراعت، ہمارے جنگلات اور ہماری مرکزی گورنمنٹ اور صوبائی گورنمنٹ انکے لئے پراجیکٹ بنائیں یعنی آپ ذرا حساب لیں یہاں جو ہمارے دوستوں نے پوچھا ہے اور صحیح

پوچھا ہے کہ کتنے کروڑ ' کتنے ارب روپے - ڈالر ہم نے قرضہ لیا ہے وہ تو اقبال صاحب نے جواب نہیں دیا اتنا ارب اور کھرب ہم نے قرضہ لیا۔ لیکن جتنی زمین ہماری بیکار پڑی ہے - اگر اس کے لئے آپ ہمارے صوبے میں اور دوسرے صوبوں میں جناب والا زراعت کا پراجیکٹ بنائیں تو ہم دنیا میں ایکسپورٹر ہوں گے - غلہ کے اور صحت کے حوالے سے بھی اور اگر یورپین صاحبان آئیں تو ہم ان کو ٹورازم کے سنٹر کے حوالے سے لے آئیں گے اپنے علاقوں میں پھرائیں گے - پھر اگر ان کے پاس کچھ ڈالرز ہوں گے یا کوئی اور چیز ہوگی تو وہ ہمیں دیں گے - ابھی سینٹ میں ہمارے دوستوں نے مجھے بھیجا سنگاپور ' ہانگ کانگ دس دس میل کا علاقہ کوریا اتنا تھا جناب والا! ہمارے ژوب کا ضلع اس سے بڑا ہے لیکن انہوں نے ایسے جنگل لگائے ہوئے ہیں کہ ایسے خوبصورت جناب والا وہ بھی مختلف ' بالکل میں حیران رہ گیا تو آپ اب یہ پہاڑ لیں یہاں مارگلہ ہے اور پھر میں یہ کہوں گا کہ سمندر سائیڈ ' ایسے ایسے پہاڑ ایسے ایسے جنگل ایسی ایسی گھاس ایسے ایسے پھول دنیا میں آپ کو نہیں ملیں گے۔ لیکن ہم جو ہیں جناب والا! بس یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو کچھ ہمیں مل گیا ہے ہم وہ کھا رہے ہیں - ابھی ہمارے خزانے میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے - ایک ارب ڈالر کے ہم قرضدار ہیں۔ ہم قرضدار ہیں اور اس کا سود دے رہے ہیں - اور گھر میں ایک پیسہ نہیں ہے - اب ہم کیا کریں کوئی بھی گورنمنٹ آئے نواز شریف صاحب کی حکومت آئے اور اب محترمہ بے نظیر صاحبہ کی حکومت آئی ہے بہت اچھی بات ہے لیکن ایک پیسہ ان کے پاس نہیں ہے -

عرض میری یہ ہے کہ سنجیدگی سے ہم اپنا مسئلہ لیں pollution کا مسئلہ اپنے perspective میں ہماری زراعت ' ہماری صنعت ' ہماری تعلیم اس کو ہم ترقی دیں اپنے وسائل اس پر خرچ کریں اور اس کے ساتھ pollution کا مسئلہ لیں - اور واقعی پھر جو مختلف لوگ ایسے ہم لیتے ہیں سویت یونین جس لوگ بڑے خوش ہیں کہ ابھی disintegrate ہوا ہے تمام سویت یونین میں دنیا کی سب انڈسٹری ہے لیکن آپ ذرا پتہ لگائیں ہمارے لوگ جاتے تھے وہاں سکالرشپ پہ پڑھتے تھے آپ بولیں کہ ایک چمنی کا وہاں دھواں نظر آتا ہے یعنی صرف ایک بھی چمنی کا۔ نہیں تو عرض میری یہ ہے ---

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ میں نے زیادہ وقت لیا لیکن عرض میری ہے ہے جناب والا کہ یہ مسئلہ سامراجی ملکوں میں ایسے نہیں ۔ ہمارے ہاں پشتو میں کہتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ تمہارا کان جو ہے وہ کتا لے گیا ہے ۔ بس اس نے اپنا کان نہیں دیکھا بلکہ کتے کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ کہتے ہیں بھئی pollution, pollution مہربانی کر کے ہمارے مسائل حل کریں ۔ ہمارا زراعت کا مسئلہ ہے۔ ہماری صنعت کا مسئلہ ہے۔ ان کو صحیح طور سے ہم حل کریں اور ان کو پراجیکٹ دیں ابھی میں پھر عرض کررہا تھا اور پھر عرض کرنا چاہتا ہوں جناب والا کہ اس کو سنجیدہ لیں ۔ ہمارے پانی کا مسئلہ کوئٹہ میں water table نیچے جارہا ہے اگر ہمارا پانی ہے برف ہے سب کچھ ہے ابھی جو کچھ ہے ابھی آج کی details آپ پڑھ سکتے ہیں کہ ۹۰ لاکھ روپے ہمیں revenue ملا کرتا تھا اور ابھی ۲۲ کروڑ revenue ملا ہے ۔ اس کے معنی ہیں کہ ہمارے ہاں زراعت نے ترقی کچھ کی ہے لیکن اب اگر آپ اس طرح آگے جائیں اور اس کو ترقی نہ دیں ۔اس کے معنی ہیں ہم لوگ جو ہیں ۔ بہت نقصان میں رہیں گے ۔ یہ میری عرض ہے جناب والا! اس کے بارے میں کم از کم میں کہتا ہوں کہ میری request ہے کہ کوئی ایسا مسئلہ اس کو نہ بنایا جائے جیسے کہ ابھی وہ انقلاب آنے گا pollution کو ختم کرنے کا ۔ مہربانی جی ۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ شکریہ جناب مندوخیل صاحب اب جناب سید فصیح اقبال ۔

سید فصیح اقبال ۔ شکریہ جناب چیئرمین ہمارے حافظ صاحب نے جو تحریک التواء دی ہے میں اس کی سپورٹ کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی یہ ہمارے مندوخیل نے کچھ نئی چیزیں بتائی ہیں مثلاً pollution کا مسئلہ۔ بظاہر آلودگی کا یہ مسئلہ اتنی وقت یورپ اور مغربی ملکوں کا ہے جو toxic acid اور nuclear میں اس قسم کی چیزیں جو وہ الگ کر رہے ہیں اور ایک خبر آئی تھی پاکستان کے اخباروں میں کہ وہ پاکستان کے ساحل سمندر مکران کے علاقے میں کچھ waste لانا چاہتے تھے جس پر پچھلے ہمارے دو سال پہلے اسی سینٹ میں میں نے ایک resolution پاس کروایا تھا کہ کوئی nuclear waste پاکستان کے کسی بھی علاقے میں اور خصوصاً بلوچستان کے ساحل پر جو وہ لانا چاہتے تھے اور اس کے لئے کئی ملین ڈالرز دینے گئے

سے اس پر مسئلہ یہ تھا کہ حکومت پاکستان نے بھی بروقت قدم اٹھایا اور اس پر فیصلہ کیا کہ کوئی بھی امریکہ کا جہاز کسی بھی goodwill mission پر ساحلی علاقوں میں مت جائے بلکہ اگر اس نے آنا ہے تو وہ کراچی سے بھی گزرے اور permission لے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کے دور میں یہ Western countries جو industrialized nations ہیں pollution کے سلسلے میں جو ان کو سب سے بڑی فکر لاحق ہے وہ ہے toxic acid۔ پاکستان میں اس قسم کی industries ہمارے ہاں نہیں ہے ہمارے ہاں جو pollution ہے وہ urbanization کی وجہ سے ہے اور اس سلسلے میں جتنی ہمارے پاس اربن کارپوریشنز ہیں ہمارے ہاں municipalties ہیں انہوں نے اپنا وہ کام جو ان کو کرنا چاہیے وہ چھوڑ دیا ہے جہاں تک ابھی ہمارے ساتھیوں نے بتایا ہے کوئٹہ شہر کا یا کراچی یا لاہور لیجیئے جہاں کچی آبادیاں ہیں وہاں روزمرہ اور بنیادی سہولتیں لوگوں کو میسر نہیں ہیں ۔ ہمارے علاقے میں تو صاف پانی پینے کا نہیں ہے یعنی وہ تالاب جس میں جانور بھی پانی پیتے ہیں وہاں سینکڑوں میں سے لوگ آتے ہیں پانی پینے کی بنیادی سہولت بھی اس علاقے میں نہیں ہے۔ تو pollution کو اس تناظر میں واقعی دیکھنا چاہیے جو ہمارے علاقے میں ہے ۔ یا پاکستان کے دیگر علاقوں میں ایک ہی جیسی صورتحال ہے ۔

جہاں تک تعلق ہے urban corporations کا سب سے پہلے آپ اسلام آباد کو دیکھیں یہاں پر ایک این جی او بنائی ہے رونیداد خان نے ' مارگلہ سے مارگلہ ' جو انہوں نے تحریک چلائی اس میں یہاں کے شہریوں نے مکمل ساتھ دیا آج مارگلہ میں جو crushers تھے وہ ہٹا دیئے گئے ہیں یہ سب سے بڑا pollution تھا یہاں ایک سیمنٹ فیکٹری بھی ہے بالکل آپ کے اسلام آباد کیپیٹل میں جو کہ ناجائز طور پر منظور کی گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان محکموں اور حکومت کا فرض تھا کہ جب کبھی کوئی فیکٹری یا اس قسم کی ملیں بنیں تو ان کے لئے آپ کے زمانے میں ایسی چیزیں ٹیکنالوجی آچکی ہیں کہ اگر وہ چیزیں fool proof رکھیں تو pollution نہیں ہوتا لیکن کوئی ضروری نہیں تھا کہ اسلام آباد کے قریب ایک سیمنٹ فیکٹری کی اجازت دی جاتی ۔ اسی طرح سے جہاں پر اس قسم کی انڈسٹری لگ رہی ہے یہ basically حکومت کا اپنا فرض ہے اور یہ حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ جو pollution اس وقت موجود ہے وہ حکومت کی اپنی پالیسیوں کی وجہ سے ہے ۔ آپ اندازہ

کریں کہ جس شہر کی آبادی دو لاکھ تھی اب دس لاکھ ہوگئی ہے اگر وہ اس میں پانی مہیا نہیں کرسکے ابھی جو وہاں ٹیلیفون ہے اور دیگر چیزیں جو ضروری ہیں utility services وہ نہیں پہنچا سکتے جب وہ پہنچنے کو آتی ہیں تو ان کے پاس فنڈز نہیں ہوتے۔

اب کھدائی کا مسئلہ' یہ ضروری ہے کہ جب تار آپ بچھائیں گے کھدائی ہوگی لیکن اگر آپ تار بچھانے کے لئے کی گئی کھدائی کے ایک سال بعد تک وہاں کھدائی نہیں کریں گے تو اس میں پانی آجانے گاجوہڑ بنے گا۔ حکومت کا بھی نقصان ہوگا اور لوگوں کی صحت کو بھی خطرہ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت کو این جی اوز سے زیادہ اٹھانا چاہیے۔ اس میں لوگوں کو civic sense کی تعلیم دینی چاہیے اس میں جو سرکاری میڈیا ہے ذرائع ابلاغ ہیں ان کو استعمال کرنا چاہیے اور اس سلسلے میں ایک وزارت بنانے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں نئی پوسٹیں ہوں ہر صوبے میں ایک ڈائریکٹر جنرل environment کا موجود ہے اور وفاقی سطح پر ایک وزارت ہے اس کے لئے انہوں نے ایک Environmental Protection Council بنائی ہوئی ہے جس کا صدر اس وقت صدر مملکت ہے اب اس قسم کی چیزیں دیکھیں کیا President کے پاس اتنا وقت ہے کہ وہ ایک Protection Committee/Council کا صدر ہو یہ کبھی میٹنگ ہو ہی نہیں سکتی۔ چند لوگوں کو خوش کرنے کے لئے نئی jobs create کرنے کے لئے اس قسم کی یہ وزارت ہے ورنہ آپ کے ملک میں جیسے حافظ صاحب نے بتایا لاہورمیں یہ سب کو پتہ ہے کہ وہاں کچھ chemical factories ہیں ان کو اب تک آپ کے اپنے محکمے نے extension پر extension' پیسے لے کے دے دیتے ہیں۔جتنی اس وقت شہروں کے اندر تیل یا آٹے کی چکیاں ہیں ان کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ آپ industrial estate میں لے جائیں پھر انہوں نے جاکر کچھ پیسے دیئے اور یہ محکمہ بجائے رحمت کے زحمت ہو گیا ہے لوگوں کے لئے اس لئے کہ لوگ پیسے دیتے ہیں extension لے لیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمے کی re-organization ہونی چاہیے اور pollution کو اس طور پر جو آج دنیا میں' world media میں چونکہ ڈش انٹینا آنے کے بعد اب دنیا ایک global بن گئی ہے۔

ہر ملک کے اپنے مخصوص معاملات ہیں آپ ملک کو دیکھیئے مختلف علاقے ہیں۔ ہر علاقے کی اپنی مخصوص ضروریات ہیں۔ کسی جگہ پانی کا مسئلہ ہے۔ کسی جگہ سڑک کا مسئلہ

ہے۔ ابھی سڑکوں کے سلسلے میں ہمارے بھائی نے بتایا کہ جہاں تک ڈیویلپمنٹ کا معاملہ ہے اس سے تو آلودگی دور ہونی چاہیے نہ کہ آلودگی اس سے بڑھے ۔ ڈیویلپمنٹ کے سلسلے میں سکیمیں بنتی ہیں شہر کو جتنا آپ congestion دیں گے شہر میں جتنی کچی آبادیاں پیدا کریں گے جب یہ سب لوگ وہاں آباد ہوتے ہیں تو کیا اس وقت حکومت نہیں ہوتی ۔ اس وقت کیا ڈسٹرکٹ کونسلیں نہیں ہوتیں ۔ کیا میونسپلٹیاں نہیں ہوتیں ۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ اب یہ مسئلہ قوم کے لئے اس لئے بن گیا ہے کہ آپ جس شہر میں جا کر دیکھیں اس شہر کی آبادی دگنی ہو چکی ہے کسی کو خوراک وقت پر نہیں ملتی ' کہیں سے سڑک کو آپ دیکھیں اگر ایک شہر ہے اس میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیاں ' آج کراچی جیسے شہر میں ۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۲ء کے ماڈل کی گاڑیاں ' منی بسیں چل رہی ہیں ' اس کے باوجود کہ پچھلی حکومت نے 50 ہزار گاڑیاں منگوائیں ۔ لیکن ٹرانسپورٹ کا مسئلہ بالکل حل نہیں ہوا ۔ آپ آج کراچی میں جا کر دیکھیں ۱۹۵۸ اور ۱۹۶۰ء کے ماڈل کی گاڑیاں ہیں جن میں کوئی fuel pumps نہیں ہے وہ دھواں چھوڑتی ہوئی جا رہی ہیں یہ pollution جو سب سے بڑا نقصان دہ ہے اس کو تو دور کریں ۔ اس میں بھی وہی ٹریفک پولیس کا مسئلہ ' رشوت ' تو اپنے ملک میں کون سا کام آپ کریں گے اس سلسلے میں اسلام آباد میں جو کام مارگلہ سوسائٹی نے کیا یہ پاکستان کے لئے ایک مثالی کام ہے کہ انہوں نے کم از کم ان پہاڑوں کو کھودنے سے بچایا ' درختوں کو لگایا اور پورے شہر کے اندر سال میں چار پانچ ایسی تقریبات منعقد کیں جس پر ہر شہری کو احساس ہوا کہ اگر اسلام آباد کے ان پہاڑوں کو ہم نے سرسبز رکھنا ہے تو یہ ان کی اپنی صحت کے لئے ضروری ہے آپ دیکھئے وہاں سے crushers جا چکے ہیں ۔

اسی طرح ہمارے ملک میں اینٹوں کے بھٹے ہیں ' بہرحال اینٹوں کی ہمیں ضرورت ہے ' ان کو شہروں سے دور رکھا جائے ' شہروں کے اندر جو اینٹوں کے بھٹے ہیں ان کو ہٹانے کے لئے جو محکمے ہیں وہ پیسے لے کر پھر ان کو اجازت دے دیتے ہیں تو یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ آپ رشوت کو ختم کرنے کے لئے ایک محکمہ بناتے ہیں اس کے اوپر مزید ایک اینٹی کرپشن کونسل بنتی ہے یہ سب رشوت کا کاروبار ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پوری وزارت کی re-organization ہونی چاہیے ۔ اور منتخب نمائندے ' آپ یہ دیکھئے اس حکومت

میں--- باتیں ہم لوگ یہ کرتے ہیں sovereignty of the Parliament کسی بھی ٹکلے میں کسی طرف پالیسی بنانے میں ہمارے منتخب نمائندوں کا کوئی ہاتھ نہیں ہوتا، یعنی جو بھی عقل کل ہیں وہ صرف ہماری سروسز کلاس ہے، چاہے وہ سیکشن افسر ہو اور یہ چیز صدر مملکت تک جاتی ہے ۔ صدر صاحب صرف دستخطوں کی مشین ہے ۔ صدر کے نام پر، آپ کینٹونمنٹ بورڈ میں کوئی پچاس روپے کا چالان جمع کرائیں اس میں لکھا ہے in the name of the President of Pakistan یعنی اس کو پتہ ہی نہیں کہ میرے نام پر چالان ہے اور اس چالان کو لینے کے لئے پانچ سو روپے دینے پڑتے ہیں اس لئے کہ وہ چالان out of stock ہوتا ہے تو اس قسم کی چیزیں جو ہمارے ہاں ایسٹ انڈیا کمپنی کے وقت کی رائج ہیں یہ صرف یورپ میں فیشن کے طور پر ہو گیا ہے ۔

اب یہ ایڈز کی بیماری ہے آپ اندازہ کریں بجائے اس کے کہ محکمہ صحت اس کے بارے میں لوگوں کو تعلیم دے انہیں ایجوکیٹ کرے سوائے اس کے کہ پریس نے ایک مسئلہ بنایا ابھی یو اے ای (متحدہ عرب امارات) سے پانچ سو پاکستانیوں کو نکال دیا گیا اور اس میں کسی کا بھی ٹیسٹ نہیں ہوا اس لئے کہ وہاں پر ایک پڑوسی ملک کی بہت بڑی لابی کام کررہی ہے وہ کسی نہ کسی طرح پاکستانیوں کو بدنام کرنے کے لئے، حالانکہ پاکستانی ماشاء اللہ ایشیاء میں سب سے صحتمند لوگ ہیں یہاں اس وقت بھی میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کے لوگ یعنی جو ماحول میں خوراک میں اور living conditions SAARC countries میں سب سے بہتر ہیں سب سے بہتر لوگ ہیں یعنی کوئی پہاڑی علاقے ہیں لوگ جنگ جو ہیں دلیر ہیں آپ اندازہ کریں کہ پاکستانیوں پر یہ الزام اس لئے لگا کے ہمارے سفارتخانے، ہمارے محکمے اپنا کام چھوڑ چکے ہیں ۔ صرف پیسہ لینے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان کو بھی pollution کے سلسلے میں بڑی تشویش ہے ۔

کوئٹہ سے ایک خبر آئی کہ کوئٹہ ایشیا کا غلیظ ترین شہر ہے تو میں نے کہا کہ جی آپ نے یہ کہاں سروے کرایا ۔ کہاں ہے سروے ، غلیظ ترین شہر ، کلکتہ جہاں ساڑھے چار لاکھ آدمی فٹ پاتھ پر سوتے ہیں پلوں کے نیچے ، چھوٹی چھوٹی جگہوں پر ریلوے ویگنوں میں انہوں نے گھر بنائے ہیں، وہ بدترین شہر declare ہوا تھا اب کوئٹہ شہر کو اس لئے کہہ دیا کہ جو بھی کوئٹہ میں آیا اس نے دس پندرہ کھدائیاں دیکھیں ۔ ٹھیک ہے وہاں

دھواں بہت ہے ویسے بھی سردی میں آپ نے وہاں گیس نہیں پہنچائی تمام علاقوں میں جب کوئلہ جلے گا تو دھوئیں کی layer تو ہے میرا خیال ہے کہ اب تو ہر شہر میں گرد کی ایک layer ہے لیکن یہ کہنا کہ غلیظ ترین شہر ہے یہ تو ان صوبائی حکومتوں اور وفاقی حکومت کی ناکامی ہے کہ یہ صرف اپنے امن و امان کے نام پر جو چاہیں کریں' میں کسی خاص حکومت کے بارے میں نہیں کہہ رہا ' میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ حکومتوں نے جو عوام کے مسئلے ہیں وہ ضلعی سطح پر ہیں وہ حکومتیں نہیں کرتیں وفاقی کابینہ کرتی ہے' کام ان لوگوں کا ہے NGOs بنائیں ان کی عزت کریں آج یہ عالم ہے کہ ہمارے NGOs کے بارے میں ایک وفاقی وزیر کا بیان ہے کہ ہم نے فنڈز روک دیئے ہیں بجائے ان جعلی NGOs کو ختم کریں جو اچھی NGOs کام کر رہی ہیں آپ کے ملک میں بہت اچھی اچھی جماعتیں ہیں بڑے بڑے ادارے ہیں آغا خان فاؤنڈیشن ہے۔ آپ کے ہاں رحمت اللہ ہسپتال ہے۔ پچاس ایسے ادارے ہیں جن کا میں نام لے سکتا ہوں جنہوں نے بڑے اچھے کام کئے ہیں آپ سب کے یک وقت ' بیک جنبش قلم فنڈز نہ روکیں محض اس لئے کہ کسی سیکشن افسر کسی ڈپٹی سیکریٹری یا کسی سیکریٹری نے کہا کہ جناب یہ پیسے کھا رہے ہیں۔ وزیر صاحب نے کہا کہ فنڈز روک دو۔

میں نے خود دیکھا ہے خواتین ڈویژن میں کوئی کام نہیں ہورہا' کاغذوں میں سب پیسے دیئے جا رہے ہیں لیکن اس میں منظوری محکموں کی ہے ' منظوری سیکریٹری صاحبان کی ہے تو اس محکمے کو آپ عوام تک لائیں اور اس میں حکومت کے جتنے ہمارے وزراء بیٹھے ہیں انہیں سوچنا چاہیے کہ ایسی چیزوں کو لوگوں کے سپرد کریں اور اگر آپ منتخب نمائندوں کو اس میں شامل نہیں کریں گے تو یہی حشر ہوگا کہ آپ صرف سرکار کے اوپر تو سارا ملک کا پیسہ خرچ کریں گے اور غریب بھوکا مرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اس کو reorganise کریں اور اس وقت ملک میں ایسی جگہیں ہیں جو انڈسٹریز کے لئے قوانین بنانے ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی کنوینشن کے تحت اس میں بھی سختی کریں یہ نہیں ہے کہ وہ پیسے دے کر آپ سے اجازت لے لیتے ہیں تو نئی صنعت کیسے قائم ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے ہمارے ایک بھائی نے کہا میں بالکل اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ اپنی ترقی کو pollution کے نام پر مت روکیں وہ pollution جو اس وقت ہے اس

تو آپ بتدریج اس ملک سے ختم کریں ۔ شکریہ ۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر ۔ شکریہ ' پروفیسر خورشید احمد ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ۔ میں بہت ہی اختصار سے محترم حافظ حسین احمد صاحب کی اس تحریک کے سب پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا اور اس توقع کے ساتھ کروں گا کہ ماضی کی تحاریک التوا کی طرح اس کو معلق نہیں رکھا جائے گا ۔ بلکہ حکومت کی طرف سے آج بھی کوئی نہ کوئی وزیر بحث سمیٹ دے گا تاکہ ہمارا وقت زیادہ مفید طریقے سے استعمال ہو ۔ جناب والا ! میرے خیال میں سب سے پہلا مسئلہ ہے pollution یا یوں کہیئے کہ ماحول کے تحفظ کے تصور کو یعنی concept کو واضح کرنا ہے مجھے خوشی ہے کہ میرے سینیٹر بھائیوں نے مختلف انداز میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن ہمارے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے concept کو واضح کریں مجھے شبہ ہے اور چند ایک چیزیں میں نے دیکھی ہیں ان میں حکومت کی طرف سے ابھی تک نہ پانچسالہ منصوبے کے اندر نہ سالانہ ترقیاتی منصوبے میں اور نہ دوسرے بیانات کے اندر اس تصور کو واضح کیا گیا ہے ۔

pollution کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ جس طرح صنعتی ترقی مغربی ممالک میں ہوئی ہے میں فنی اصطلاحات استعمال نہیں کرنا چاہتا لیکن ہر اہم صنعت کی کچھ external economics ہوتی ہیں اور ' کچھ external diseconomics ہوتی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ فوائد اس علاقے کو پہنچتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ نقصانات بھی اس علاقے کو پہنچتے ہیں تو قانون سازی اور پلاننگ کا یہ ایک اصول ہے کہ جب کسی منصوبے کی منظوری دی جائے تو اس منصوبے کی economics اور diseconomics دونوں کو سامنے رکھ کر کے لائحہ عمل مرتب کیا جائے میں اس کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان اس مسئلے کا کتنا شعور رکھتے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں مدینے میں گھوڑوں کے ایک اصطبل کو قائم کرنے کا پروگرام ایک صحابی نے بنایا جب خلیفہ وقت کے علم میں یہ بات آئی تو انہوں نے اس کو بلایا اور کہا کہ تمہیں یہ حق ہے

نیا کاروبار کرنے کا یا اصطبل قائم کرنے کا لیکن میں تمہیں اس وقت تک اس کام کی اجازت نہیں دوں گا جب تک تم یہ ضمانت نہ دو کہ اصطبل میں ہونے والے گھوڑوں کے لئے چارہ جو ہے وہ تم باہر سے منگواؤ گے اس لئے مدینے کی چھوٹی سی بستی میں الگ ایک بڑا اصطبل قائم ہوتا ہے اور چارے کی مانگ بڑھ جاتی ہے تو جو لوگ اس وقت یہاں ہیں ان کے لئے چارے کی قیمتیں بڑھ جائیں گی اور ان کے لئے یہ ایک نیا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ آپ دیکھیئے کتنا شعور ہے اس بات کا جو کہ ایک economy ہے اسے پہلے define کیا جائے اور پھر اس کا تدارک کیا جائے۔ یہ ہوتی ہے integrated developmental policy۔

ہوا یہ ہے کہ مغرب نے جس طرح ترقیاتی کام کیا ہے خود اپنے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی اس میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا کہ diseconomies جو ہیں ان سے کیونکہ محفوظ کیا جائے ۔ محفوظ کرنے کے لئے قانون میں کچھ چیزیں رکھنی پڑتی ہیں ' کچھ چیزیں جو feasibility branch رکھتی ہے ' گورنمنٹ یا کوئی بھی احتساب کا ادارہ اسے ensure کرنا ہوتا ہے کہ یہ چیزیں اس میں ہوں ۔ ہمارے یہاں اس طرح کی قانون سازی موجود نہیں ہے۔ مغربی ممالک نے اب قانون سازی شروع کردی ہے ۔ اور وہ یہ تیزی سے کررہے ہیں۔

دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ ہم مغرب کی نقالی میں اس بات کو بھول نہ جائیں کہ ہمارا اپنا تمدن ' اپنی تہذیب ' ہماری اپنی روایات اور صنعتی ترقی ' technological ترقی جہاں ضروری ہے وہاں یہ بات بھی ضروری ہے کہ صرف toxic pollution کو آپ نہ دیکھیں بلکہ جو اس سے cultural, social consequences ہیں۔ وہ بھی ساتھ میں رکھیں ۔ مثال کے طور پر انگلستان اور جاپان دونوں باتی ہیں صنعتی ترقی کے لیکن جب جاپان نے مغرب کی صنعتی ترقی کے ماڈل کو استعمال کرنے کی کوشش کی تو یہ دیکھا کہ ہم اپنے سوشل سسٹم سے کس طرح اس کو مطابقت دیں تاکہ یہ ہمارے social system کو تباہ نہ کریں بلکہ یہ ذریعہ بنے ترقی کا اور social system سے مطابقت کا ۔ تو diseconomy کا یہ پہلو ہے جو خالص physical health کے اعتبار سے بھی یہ پہلو وہ ہے جو cultural ہے social system تہذیب و تمدن ' روایات کے اعتبار سے پھر ہمارے یہاں بہت بڑا ذریعہ جو pollution کا بنا ہے وہ صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ ایسا organization جو مکمل طور پر unplanned ہے ۔ جہاں آبادی قائم ہو اس میں ضروری ہوتا ہے کہ کچھ لوازمات کا پہلے

سے اقدام کیا جائے جس میں city planning ہے town planning ہے لیکن ہمارے یہاں ان تمام باتوں کو نظرانداز کردیا گیا ہے ۔

یہاں پر آپ سے یہ بات عرض کروں کہ یہاں پر بھی ہم نے اتنا غلامانہ ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ کو آپ دیکھیئے آپ کو نظر آئے گا کہ شہروں میں امیر اور غریب ہمیشہ ساتھ ساتھ رہے ہیں ۔ مسلمانوں کی تاریخ میں آپ کو امیر ضرور ملیں گے لیکن امارت کا مظاہرہ اس کو demonstrate کرنا اپنے life style سے ' اپنے مکانات سے یا مکانات کے باہر کی زیبائش سے ' بڑی بڑی حویلیاں آپ دیکھیں گے لیکن باہر سے بالکل سادہ ہیں ۔ اندر سے انہوں نے سجاوٹ کی ہے ۔ اب معاملہ بالکل برعکس ہو گیا ہے اور تمام توجہ اس پر ہے کہ دولت کی نمائش باہر سے ہو جس سے معاشرے میں محرومی کا احساس پیدا ہوتا ہے ' جس سے معاشرے میں class consciousness پیدا ہوتی ہے ۔

پھر یہ چیز بھی آپ دیکھیئے جب امیر اور غریب ساتھ ساتھ رہتے تھے تو وہ social یکجہتی اور ایک دوسرے کی خوشیوں میں شریک ہوتے تھے غمی میں ساتھ ہوتے تھے ایک دوسرے کے لئے روزگار کا اور سہولت کا ذریعہ بنتے تھے لیکن ہماری town planning یہ ہے کہ یہ sector جس میں دو ہزار گز کے پلاٹ ہیں ' ایک سیکٹر میں ایک ہزار گز کے پلاٹ ہیں ' اس سیکٹر میں 400 کے ہیں اور یہ سیکٹر غریبوں کے لئے رہے جہاں آپ کو ۸۰۔۸۰ گز کے پلاٹ ملیں گے تو ہم نے سوسائٹی کو بانٹ دیا ہے اور town planning میں بھی ہم نے ان چیزوں کو ملحوظ نہیں رکھا جو کہ ایک مسلم معاشرے کے لئے بھی ضروری ہے تو pollution اور جس کو ecological crises کہتے ہیں اس میں سارے یہ پہلو آتے ہیں۔

پہلی گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں ماحول کے تحفظ کا جو تصور ہے اس کے اندر وہ چیزیں جو انسانی صحت کے لئے ضروری ہیں وہ بھی شامل ہوں اور وہ چیزیں بھی شامل ہوں جو اخلاق ' کردار social system, culture ' ہماری روایات ہماری مستقبل میں الجھی ہوئی سوسائٹی سے مطابقت رکھتی ہے ۔

دوسری جناب والا میں اتفاق کرتا ہوں اپنے بھائی عبدالرحیم مندوخیل کی بات سے کہ محض ecological consequences کی بنیاد کے مفروضے پر جو ہماری حقیقی ضروریات ہیں جس میں technology کا حصول اور اس کا adoptation ' اس میں زراعت کی ترقی یا صنعت کی

ترقی ہے ' ذرائع ابلاغ کی فراہمی ہے ' جس میں دولت کی منصفانہ تقسیم ہے ' جس میں اس بات کی کوشش ہے کہ سوسائٹی اس وقت جس crisis میں مبتلا ہے اس سے اس کو نکالیں ۔ اس کے لئے آپ کو مناسب اقدام کرنا ہوں گے ۔ اور یہ conference جو ہوئی ہے پچھلے سال تو اس میں یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ مغربی ممالک اس ecological کو استعمال کر رہے ہیں ۔ ان ترقیاتی ممالک کی معاشرتی ترقی کو دیکھ لیں۔ ہمیں اس trap میں نہیں پڑنا چاہیے ۔ ہمارا فرض ہے کہ جہاں ہم ماحول اور تہذیب و تمدن کے نظریات کو ملحوظ رکھیں وہیں ہم معاشی ترقی ' اس کے تقاضوں اور ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور پھر اس کے لئے integrated sustained development پر تصور ہمارے سامنے ہونا چاہیے۔ اور اس طرح ہماری economic planning ہماری social planning اس کا حصہ ہونا چاہیے۔ ان تمام چیزوں کو ۔

دوسری چیز جناب والا ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ان پہلوؤں سے غفلت برتی جاتی ہے ۔ ابھی آپ نے جو صنعتی نمائش یہاں کی ' مجھے پتہ نہیں کہ آپ نے نوٹ کیا ہے کہ نہیں لیکن اس صنعتی نمائش کی وجہ سے جو گرد و غبار ان علاقوں میں رونما ہوا ہے ۔ بس پانی کا انتظام ہوگا ۔ پارکنگ کے لئے جگہ ہوگی اور دیکھا جائے گا کہ گرد و غبار نہ اڑنے پائے لیکن وہ تمام چیزیں دھری کی دھری رہ گئیں اور آس پاس کے علاقے کے لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی اور اسی طرح سے اسلام آباد میں آپ نے جو industrial area صنعتی علاقہ develop کیا ہے شروع میں جس وقت آپ نے plan کیا تھا پھر اس کے ساتھ ساتھ residential area بنا دیا اور وہاں پر toxic pollution برابر نکل رہی ہیں ۔ اس سے پہلے بھی یہ سوال میں نے ایوان میں اٹھایا ہے ' ابھی کل پرسوں کے اخبار میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ پریشان ہیں اس معاملے میں نہ town planning میں اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ صنعتی علاقے رہائشی علاقوں سے کتنے دور ہوں اور بلکہ میں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ انڈسٹری تیار ہے اس بات پر کہ انہیں مناسب مواقع دیئے جائیں تو وہ آبادی کے علاقوں سے نکل کے ' خاص طور سے وہ انڈسٹری جن سے toxic نکلتے ہیں ' دوسرے علاقوں میں منتقل ہونے کو تیار ہیں ' ہم نہیں چاہتے کہ لوگوں تک یہ زہر پہنچے لیکن ہماری government, CDA, administration اس معاملے میں کوئی پالیسی نہیں بناتی اور انہیں مواقع نہیں دیتی جس کی

بنا پر اس پر عملدرآمد ہو سکے۔ یہ مثال میں نے اس لئے دی کہ یہ تمام چیزیں ہمارے فیڈرل کیپٹل میں ہو رہی ہیں اور ان کو نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ ایک واضح پالیسی کی ضرورت ہے جس میں صنعتی ترقی بھی ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ جو مضر اثرات ہیں اور جو نقصانات ہیں ان کو دور رکھنے کی بھی کوشش کی جائے۔

ان سب کی وضاحت کے بعد پھر اس بات کی ضرورت ہوگی میری نگاہ میں کہ آپ کے بیشتر پلان بنائیں اور قانون سازی کریں کیونکہ قانون سازی کے بغیر ان چیزوں کو کنٹرول نہیں کرسکتے۔

جہاں پر ہم صنعت پیدا کرتے ہیں وہاں پر ہم slums بھی پیدا کرتے ہیں اس لئے ہماری انڈسٹریل پالیسی میں یہ بات شامل نہیں ہے کہ جہاں انڈسٹری قائم ہوگی اس کے ساتھ ساتھ ایک خاص لیول کی housing بھی ہونی چاہیے، education بھی ہونی چاہیے۔ بازار بھی ہونے چاہئیں۔ اگر لیبر منتقل ہوکر بھی آئے تو اس کو رہنے کی جگہ چاہیے اور اگر آپ جگہ نہیں دیں گے تو کچی آبادیاں وجود میں آئیں گی اور ہر انڈسٹری کے ساتھ slums ضروری ہیں تو اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ قانون سازی کی جائے۔

قانون سازی کے بعد تیسری چیز یہ ہے کہ اس کے لئے مناسب عملی machinery ہو اور اس میں مجھے فصیح اقبال صاحب کی تجویز سے بالکل اتفاق ہے کہ Ministry of Environment Affairs کو re-organize کرنا ہو گا اور وزارت ماحولیات کو re-organize کرنا ہو گا اور کوشش کرنی ہوگی کہ یہ integrated ہو انجینئرنگ یونیورسٹی سے، ایگریکلچرل یونیورسٹی سے، ٹرانسپورٹ کی منسٹری سے بجائے اس کے ہر ایک satellite کے طور پر operate کرے ایک integrated پالیسی ہونی چاہیے تاکہ ان تمام کے ذریعوں سے اس پر عملدرآمد ہو سکے اور اس کو دیکھا بھی جائے اور پھر آخر میں، میں یہ بھی کہوں گا کہ قانون میں punishment ہونی چاہیے۔ times ہونے چاہئیں۔ اور substantial fines ان اداروں کے لئے جو ان قوانین کی یا پالیسیوں کی ضروریات کو پورا نہ کریں۔ اور لوگوں کی زندگی اور ان کی جان اور ان کی تہذیب سے کھیلیں یہ ہے ایک فریم ورک جس میں ایک ماحولیاتی پالیسی مرتب کی جائے۔

Mr. Presiding Officer: The Members can speak on the motion for ten minutes, I would request the honourable Member to adhere to this time limit

so that all can be accommodated in good time

ابھی ملک قاسم صاحب لیڈر آف دی ہاؤس کچھ briefly کہنا چاہتے ہیں میں ان کو اب فلور دے رہا ہوں۔

Malik Muhammad Qasim: Sir, I will just take one minute and I don't want to take longer time. But I want to point out something to the House that from the environment point of view that onething which is destroying the environment in our country and nobody is paying any attention to it is the plastic bags. They are, I have found, I was seeing even the brief which our own Ministry has sent to the honourable Law Minister even in that, I did not find anything about plastic bags that what is destroying even from the sewerage point of view these shoppers, these other plastic bags which are used for every purpose within the country. It is one of the major factors which is destroying, which is polluting the environment in the country. There are many countries in the world now where plastic bags are being banned. Where they have restarted inspite of the fact that the cotton bags and these things cost lot of money. They have gone back to that and they have started these cotton bags and the other things like paper bags they are using also. Because it is impossible to destroy the plactic made things and this is not affecting only the sewerage but this is affecting even our agriculture land, we find that these plastic bags spread over on lot of acres of agricultural land particularly near the towns and the cities. On account of that the land is becoming unculturable because the water doesn't go down. It does not seep down below and the agriculture cannot be done. Therefore, this is a national matter.

I support Hafiz Hussain Ahmed and everybody and Professor Sahib and for that matter anybody else who has spoken against this or about the

environment matters but this matter must be taken into consideration by all. I may be belonging to the government, by the government by the opposition and everybody because otherwise the country would be destroyed.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Now I give the floor to Syed Fazal Agha Sahib.

سید محمد فضل آغا۔ شکریہ جناب چیئرمین میں حافظ صاحب کی اس تحریک کی حمایت میں چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہوں گا ۔ اس لئے کہ آلودگی کا مسئلہ جو ہے یہ بلاشبہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے اور صرف پاکستان کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا میں یہ مسئلہ بہت گھمبیر ہے اور دن بدن یہ تشویشناک ہوتا جارہا ہے اس کا ایک پہلو ہے ہم آلودگی کو اگر صحیح انداز میں پرکھیں تو ایک تو آلودگی کا تعلق ہوا سے ہے دوسرا زمین سے یعنی زمینداری اور زراعت سے ہے تیسرا اس کا دریائی اور سمندری پانی سے ہے۔ یہ صاف ستھرا نہیں رہتا۔ ان تمام چیزوں کو جب ملا کر ہم بات کرتے ہیں تو اس کا overall impact جو ہے وہ انسانی اور حیوانی یعنی مخلوق خدا جتنی بھی مخلوق خدا ہے ان تمام کی زندگیوں پر برا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

اب دھوئیں کا جہاں تک تعلق ہے یا ہوا کا تعلق ہے اس سے آپ کو پتہ ہے بہت لمبی بات ہو سکتی ہے ' ایک طرف تو اس ملک میں ہم جنگلات صاف کر رہے ہیں دوسری طرف سے اس کی forestry نہیں ہو رہی ہے اس کے ساتھ شہروں میں جو ہمارے ہاں ٹرانسپورٹ ہے رکشے ہیں ' گاڑیاں ہیں ' ان کی proper examination نہیں ہوتی ۔ ان کے شور و غل غوغا سے لوگوں کو جو ذہنی طور پر پریشانی ہوتی ہے اس کی مثال نہیں ملتی ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہر لحاظ سے توجہ طلب مسئلہ ہے کہ ٹریفک کنٹرول اور ان کی وجہ سے جو لوگ پریشان ہوتے ہیں اور atmosphere خراب ہوتا ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے ۔

اس کے بعد جو دھواں ہے جی pollution جو ہے جابجا کھدائی جو ہے محکموں کا آپس میں integrate نہ ہونا جو ہے یہ سب ایک الگ پریشانی ہے جس کی وجہ سے ہوا خراب ہوتی ہے اور جس کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں ۔

زمینیں کس طرح خراب ہوتی ہیں' ہم یوریا کھاد وغیرہ منگواتے ہیں اور وہ زمینوں کو

دیتے ہیں جس کی وجہ سے اس ہاؤس کے فلور پر ہر وقت یہ بات آئی ہے کہ وہ below standard تھی وہ زہریلی تھی وہ یہ تھی یہ وہ تھی۔ جس سے زرعی زمینیں خراب ہوتی ہیں۔ اور اس پر بھی خرچہ کیا جاتا ہے۔ اس سے production بہت کم ہوتی ہے اور زمین کی جو اصل حالت ہے وہ بحال نہیں ہوتی ۔ زمین کے اندر جو چیزیں اگتی ہیں ان میں وہ خطرات آ جاتے ہیں جس کی وجہ سے ماحول خراب ہو جاتا ہے۔ اس سے جو بھی انسانی زندگی ہو حیوانی زندگی ہو اس پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ یہ قابل توجہ مسئلہ ہے اس پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔

تیسرا یہ ہے جی کہ جو بھی انڈسٹری یا جو بھی پلانٹ چھوٹے ہیں بڑے ہیں تھوڑے ہیں زیادہ ہیں ' جیسی بھی پوزیشن ہے ہم پانی کو دریاؤں میں اور سمندر میں چھوڑ دیتے ہیں وہ بھی انسانی اور حیوانی صحت کے لئے مضر ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان ایک غریب ملک ہے ہمارے پاس پینے کا پانی بھی نہیں ہے لوگ جوہڑوں سے دریاؤں سے پانی لیتے ہیں اور اس کے بعد جو دریائی مخلوق ہے یا سمندری مخلوق ہے مچھلی وغیرہ جو بھی پانی میں رہتی ہے ان کی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ انسانوں کی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جی ہماری ایک cultural pollution بھی ہے اور یہ ڈش انٹینا اور اسقسم کے فضول کلچر جو ہیں ہمارے ملک کے اندر متعارف ہونے ہیں اس سے ہماری cultural pollution بھی ایک pollution ہے ۔ تو pollution اور آلودگی جو ہے ماحولیاتی ہے اس کی افادیت یا اصیلت کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے ۔ لیکن جس طرح میں عبدالرحیم صاحب کی طرف جاؤں گا انہوں نے ٹھیک point out کیا ہے یہ مسئلہ ہمارے لئے اتنا گھمبیر نہیں ہے جتنا ان لوگوں کے لئے گھمبیر ہے جنہوں نے پوری دنیا کو exploit کرکے اس کو اپنی business market بنا کر کیش کیا ہے یہ pollution کی زیادہ جو ذمہ دار ہیں وہ developed countries ہیں' چاہے وہ امریکہ ہو' چاہے وہ یورپین مالک ہوں' کیونکہ pollution زیادہ انہوں نے ہی create کیا ہوا ہے۔ زیادہ انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ ان کے ہاں ہوتی ہیں ۔ ہمارے ہاں pollution کی وجہ سے انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ کسی صورت میں affect نہیں ہونی چاہیے ۔ بلکہ اس کی صحیح پلاننگ ہونی چاہیے ۔ اس کے لئے site کی سلیکشن ہونی چاہیے ۔ فالتو مواد dispose of کرنے کے لئے جو بھی طریقے ہیں اس کی صحیح پلاننگ ہونی چاہیے ۔ pollution کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ڈیویلپمنٹ کو ترک کریں ۔ بلکہ ڈیویلپمنٹ سیکٹر میں یا اس سے جو ڈیویلپمنٹ ہو جو

pollution بنانے کے ذریعے بنتے ہیں ان کی disposal کے لئے خاطرخواہ انتظام ہونا چاہئے اور ہر ایک مسئلے کو take up کرنے سے پہلے اس کی صحیح پلاننگ اور feasibility ہونی چاہیے۔ کیونکہ pollution ایک مسئلہ ہے اور ملک قاسم صاحب نے جس طرح سے فرمایا ہے اب پورے ملک میں اگر آپ بذریعہ روڈ سفر کریں تو یہ پلاسٹک کے جو بیگز ہیں تمام پہاڑوں میں، دیہاتوں میں، جنگلوں میں جس جگہ جس نے لفافہ استعمال کیا ہے اس سے وہیں پھینک دیا وہ ایک تو pollution کا سبب ہے پورے ملک کے اندر دوسری بات جو انہوں نے کی ہے کہ وائلڈ لائف کی جو زندگی ہے وہ یہ لفافے کھا جاتے ہیں اور پلاسٹک بیگز ان کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور ان کے لئے مصیبت بنتی ہے آپ نے کئی بار ٹی وی پر دیکھا ہوگا کہ یہ مچھلیوں اور دریائی زندگی کو بھی بری طرح متاثر کرتے ہیں۔

میری گزارش ہے کہ اس کے تدارک کے لئے ملک میں فارسٹری زیادہ ہونی چاہیے، جو درخت کاٹے جا رہے ہیں ان کی جگہ نئے درخت لگائے جائیں۔ زیادہ زمینوں کو under cultivation لانا چاہیے تاکہ اس مسئلہ کو صحیح طریقہ سے حل کیا جائے اور جو ابھی پہاڑی اور بارانی علاقے ہیں وہاں آپ crash programme سے delay action dams بنائیں تاکہ آپ کو آبپاشی کے لئے پانی مل سکے۔ آپ کے ملک کی ستر یا ساٹھ فیصدی سے زیادہ زمین بارانی ہے وہ خشک آبہ ہے اس کے لئے خاطرخواہ بندوبست نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ crash programme بنائیں۔ اور ایگریکلچر کو boost کریں انڈسٹریل سیکٹر کو اس طرف پابند کریں اور اس کی پلاننگ کریں تاکہ ہم انڈسٹریل سیکٹر کو ڈیویلپمنٹ کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض یورپین ممالک میں ٹرینڈ یہ ہے کہ ان کے ہاں جو waste ہے وہ بھی recycling کرتے ہیں یہ بھی آپ کے لئے ایک incentive ہے کہ آپ یہاں recycle کریں وہ اپنی جان تو چھڑا لیں گے لیکن آپ کے ہاں تمام waste بھیجوا کر آپ کو تھوڑی سی لالچ دے کر اس کو جب recycle کریں گے تو پھر waste نکلے گا وہ کہاں جائے گا تو اس کو بھی تھرڈ ورلڈ کنٹریز میں یا خصوصاً ہمارے پاکستان میں اس قسم کی انڈسٹریز کو encourage نہیں کرنا چاہیے اس قسم کی انڈسٹری کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ایک بروقت تحریک ہے بجائے اس کے کہ آپ نے ایک وزارت بھی کھڑی کردی، ڈائریکٹرز بھی کھڑے کردیئے یہ جو ماحولیات کی وزارت ہے ہم ابھی تک اس کی افادیت سے پوری طرح واقف

نہیں ہوئے لہذا اس کے لئے بروقت نوٹس لینا چاہیے ۔ جناب بہت شکریہ ۔

Mr. Presiding Officer: Dr. Bisharat Elahi

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman, Sir.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Better late than never Mr. Chairman Sir, the issue of environmental pollution is very important issue. Whereas I am in agreement with the views expressed over here but I would like to make it very clear that development and environmental pollution does not necessarily mean that whenever we are building roads or we are extending our communication system or laying the electricity lines, we are creating environmental pollution. Though Mr. Chairman, if these things are done systematically even today in Europe and rest of the world in countries which are pollution conscious these activities are being carried out and at the same time efforts are made to control the resultant pollution and keep it at a bare minimum. Mr. Chairman Sir, it has been quite sometime since we had a new Ministry on environment but I am not aware as to what progress this Ministry has made so far. And for that matter I am not aware if any legislation has been undertaken by the Parliament in this direction. I personally believe Mr. Chairman Sir, that this is an issue which cannot be tackled by the government alone. A concerted effort should be made by the government and the NGOs. One can also involve the international organizations so that we carry out an intensive information and education programme for the general public. I believe we as legislators also need to be educated further on this particular subject.

A view has been expressed that if we give more importance to the environmental issues the other sectors will suffer. I am afraid this is no true. A

lot of things which go to pollute the environment are because these are not properly looked after by the concerned departments You do not need any additional sums from the government for doing that except to pay the salary of the people who are supposed to perform this funtion. I give you an example like you have these vehicles on road which emit poisonous gases from the exhaust Well! these need to be checked and I see no reason why we should not enforce the laws that we have if the laws are deficient new laws should be made and then these laws should be implemented.

It has become a serious problem in all the large cities of Pakistan. Vehicular pollution the emission of smoke and gases in Lahore, in Karachi for that matter in Rawalpindi if you travel along the Murree road during the day time and even till late night you will see what you are inhaling is mostly smoke with carbon dioxide and perhaps carbon monoxide.

Similarly the poor sanitation which contributes towards environmental pollution is the responsibility of the Corporations and Municipalties. I know that all these Corporations and Municipalties have large staff which is supposed to keep the environment clean. But then the people living in the areas also need to be educated. At least what they can do is to collect the waste of their houses and put them in some sort of dust-bins of the area which is regularly cleaned up by the Corporations. Unfortunately, we as citizens have not developed a sense, of responsibility in this direction. I think, we should definitely look at this aspect and convey this to the public at large. If nothing else at least let us see our own areas, our own environment clean from this sort of pollution.

The other thing is noise pollution. I don't think the government needs spending any money but there are laws, there are rules and like in the other

country where you hardly hear the hooter or the horn of a motor vehicle but in Pakistan whenever the vehicle is on move one of the hands of the driver is perpetually on the horn which keeps blowing all the time. Why can we not educate them? Why cannot bring some sense of discipline in the traffic and in the drivers? These are things which do not entail any additional government expenses and the most important thing is the soil erosion and the de-forestation that is going on. We are doing nothing about it, except that, I believe, the Caretaker Government of Mr. Moeen Qureshi has banned the cutting or felling of trees for two years. But, then alternate arrangements should be made to fill in the gap by allowing people to import timber from outside by making the custom duty and other duties more judicious so that we can preserve our own trees and plant more at the same time and the needs of the community are also being fulfilled.

There are lot of things which can be done without the involvement of additional funds from the government, provided we are prepared to look at these things, and are prepared to carry the public alongwith us and we are prepared to be models ourselves. The issue raised by Malik Qasim is a very important issue. If you go from here to Rawalpindi, along the Peshawar road there is a big area which is probably the dumping area of the CDA and all that you see is thousands and hundreds of thousands of plastic bags littered all over the place. Why cannot we do something about it? Why can the government not ban the use of plastic bags and polythene bags? You might have seen, Mr. Chairman, that even the packing material used in foreign countries, for shirts and other things, there is a warning written on that plastic bags are dangerous for your children. Keep it away from the children. We have bags all over the place and I won't be surprised

if a number of children get wounded or disabled by the use of this plastic bags by putting them on their heads and face and they could create more problems for themselves but we seem to be quite complacent about these issues. One important issue I would like to bring to your notice. Sometime ago PIA had banned smoking in their flights but now again since last four or five months they have allowed smoking on certain special seats. Why cannot we refrain from smoking for an hour and a half, that is a maximum flying time that we have from one city to the other city. Why cannot we do that? Why did PIA allow smoking after it had been banned? I would like the answer of this question. I don't know whether Mr. Iqbal Haider is here or not, I would like him to answer this question as to why PIA has allowed smoking again on its flights and when I ask one of the responsible PIA persons.

انہوں نے کہا کہ جی یہ آپ کے legislators ہیں ۔ یہ آپ کے MNAs ہیں انہوں نے اعتراض کیا تھا اور وہ ban کے باوجود سگریٹ پیا کرتے تھے اس لئے ہم نے سوچا کہ اس کی اجازت دے دیں۔

We have got to discipline ourselves on these issues.

The issue of industrial pollution, the issue of indiscriminate use of the fertilizer and pesticides has already been mentioned. Now, this is another issue that the government does not need to money but need to educate the agriculturists on the use of these products and keep an eye on the import of products which are poisonous for human beings. I believe a number of pesticides are imported in Pakistan which have been banned in other countries. Why can't we keep an eye on these things? The industrial activities in residential areas all over the country be it Lahore, be it Islamabad, be it Rawalpindi, be it Karachi why is this being allowed, and then we have large industries in neighbourhood of

all the big cities and nothing is done to controll the discharges, the poisonous discharges from these industries. It is the responsibility of a person to ensure that whatever comes out by way of waste is properly treated. You must have read in the newspapers a number of times that on the Lahore-Sheikhupura and Lahore-Gujranwala roads we have a number of such chemical plants. There have been instances where human beings have died by the use of polluted water and even animals have died by the use of polluted water. We just read in the newspapers but nothing more comes out of it. You might have heard about the tannaries in Kasur the whole of that area of Kasur is completely polluted and you will not find a single drop of clean drinkable water in the whole of that area. There have been moves with the help of international organizations to try and improve the conditions but how far that is successful I do not know. I have noticed Mr Chairman, Sir, you have had a look at your watch and I thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Dr. Rehan Sahib.

ڈاکٹر محمد ریحان۔ شکریہ' جناب! میں نے اپنے دوستوں' ساتھیوں کو سنا۔ یہ بڑا اہم موضوع ہے ۔ جناب میں عرض کروں گا جیسے کہتے ہیں کہ کائنات میں صرف زمین کا سیارہ ہے جہاں پر انسانی زندگی قائم ہے اور جہاں وہ رہ سکتی ہے۔ جناب والا اس کائنات میں دوسرا سیارہ دریافت نہیں ہوا ہے لیکن ہم جب دیکھتے ہیں کہ pollution کی وجہ سے اس سیارے کے ماحول کو دن بدن خراب کیا جا رہا ہے مختلف طریقوں سے تو میرے خیال میں ہو سکتا ہے کہ آئندہ چند سالوں میں اللہ خیر کرے یہاں پر زندگی گزارنا یا زندہ رہنا جو ہے وہ مشکل ہو جائے گا ۔ جناب والا میرے ساتھیوں اور میرے دوستوں نے اس کے مختلف پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا جناب میں نے ان کی باتیں سنیں ۔ بڑے اچھے طریقے سے انہوں نے اپنا قومی فریضہ ادا کیا لیکن صرف ڈاکٹر بشارت الہی نے شور کے متعلق فرمایا

وہ صرف محدود رہے کہ موٹر کاڑیوں میں ڈرائیور ہارن بجاتے ہیں۔

جناب والا! گاڑی کی ہارن جو ہوتی ہے وہ پھر بھی گزارا کر جاتی ہے۔ جناب والا آپ کو معلوم ہے کہ آج کل تو بسوں اور کوسٹروں میں سب جگہ پر پریشر ہارن لگانے گئے ہیں اور جس طریقے سے وہ شور مچاتے ہیں تو میرے خیال میں نہ صرف اس کے نزدیک بلکہ میلوں تک نہ کوئی ۔ کسی کی بات سن سکتا ہے ' نہ ٹیلیفون پر آواز سن سکتا ہے ' نہ کوئی سکون کے ساتھ زندگی گزار سکتا ہے ۔ جناب والا اس کی وجہ سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک میں دن بدن ذہنی بیماریاں بڑھ رہی ہیں anxiety tension depression کی اور بہت سی دماغی امراض پیدا ہو رہی ہیں ۔ کیونکہ صاف بات ہے کہ اعصاب پر شور کا بڑا خراب اثر پڑتا ہے ۔ جناب والا پریشر ہارن کے متعلق اس ہاؤس میں environmental pollution کی جو کمیٹی ہے جس کا ممبر میں بھی ہوں اس کے متعلق ہم نے پچھلے سال یہ سفارش کی تھی کہ جیسے ملک قاسم صاحب نے کہا کہ پلاسٹک بیگز پر پابندی ہونی چاہیے ' بہت سے ملکوں نے یہ کیا ہوا ہے ' یہاں پر ہم نے یہ سفارش کی تھی کہ اس کی سیل اور مینوفیکچرنگ پر پابندی ہونی چاہیے ۔ لیکن ہم نے اس پر ابھی کوئی قابل فخر پیش رفت نہیں دیکھی ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کا استعمال دن بدن بڑھتا جا رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ نہ صرف یہ جناب والا آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ بازاروں میں کسی کا ہوٹل ہے ' ریسٹورانٹ ہے ' میوزک سینٹر ہے یا جس قسم کا کاروبار چلاتے ہیں زور زور سے لاؤڈ سپیکر چلا کے جو شور مچاتے ہیں میرے خیال میں اس سے لوگوں کا ذہنی سکون ختم کر دیتے ہیں ۔ اس کے علاوہ گھروں میں شادیوں یا دوسرے تہواروں پر بھی بے دریغ طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے لاؤڈ سپیکروں کا' چھت کے اوپر لاؤڈ سپیکر رکھ کر اور جو کیسٹ بجانے جاتے ہیں تو میرے خیال میں نہ تو کوئی مریض' جس کو آرام کی ضرورت ہے وہ آرام کر سکتا ہے نہ کوئی بچہ جس نے امتحان کی تیاری کرنی ہوتی ہے وہ تیاری کرسکتا ہے نہ جس نے دن بھر کام کیا ہوتا ہے نہ وہ سو سکتا ہے ۔ میرے خیال میں ہماری یہ سب development ' خواہ وہ ایگریکلچر میں ہو' انڈسٹری میں' کسی شعبے میں بھی ہوں بیکار ہوں گی اگر ہم pollution پر قابو نہیں پائیں گے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ شور کے متعلق تو پہلے سے بھی قوانین موجود ہیں اور چاہیے کہ حکومت ایک طرف جو متعلقہ افسر ہیں ان کے کان کھینچے' ان کو ذرا وہ درست کرے کہ وہ اس طرف توجہ

کریں اس کے ساتھ ساتھ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ صرف حکومت کا کام نہیں ہے اس میں ملک کے سب شہریوں نے اور ہم سب نے آگے بڑھ کر اس میں حصہ لینا ہے۔

جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ environment pollution کا جو سبجیکٹ ہے اس کو سکولوں اور کالجوں کے نصاب میں شامل ہونا چاہیے جب تک educate نہیں کیا جائے گا عمل کیسے کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ سیمینار ہونے چاہیئیں وقتاً فوقتاً ٹی وی پر باقاعدہ پروگرام ہونے چاہیئیں جیسے فارن ملکوں میں وہاں پر وہ باقاعدہ environmental pollution کے بارے میں پروگرام بتاتے ہیں۔ اس کے ساتھ مختلف اوقات وقف ہونے چاہیئں تاکہ لوگ educate ہوں۔ اور سمجھایا جائے اور مختلف پالوشن جو ہو رہی ہیں، جو ہمیں شکایات ہیں یا مشکلات درپیش ہیں تاکہ اس بارے میں ہم اپنے آپ کو، اپنے عوام کو educate کرسکیں اور حکومت کی توجہ، جہاں حکومت ذمہ داری بنتی ہے، اس کی طرف ہم مبذول کرا سکیں۔ یہ چند میری تجاویز ہیں جناب آپ کا بہت شکریہ۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ میاں رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Thank you Mr. Chairman. As far as the question of pollution is concerned, I do share the concern that has been expressed by my colleagues on the floor. Before going into the various problems of pollution that confront the population in Pakistan I think that for one we have been rather hypersensitive about this entire issue. For the simple reason that due to the influx of the media and the closing communication gap a lot of the latest thoughts, trends that are prevalent in western society and which are essentially thrown up because of their own peculiar and particular circumstances our minds are also affected.

Pollution undoubtedly is a problem for the people of Pakistan. But pollution has to be viewed in the context of our own environment, of our own standard of development, of our own society. We have been talking about

smoking. We have been talking about the pollution in the air have been talking of the pollution of the noise but we have forgotten that one of the most basic things i.e., water, is polluted. Polluted to the extent that in the rural areas of Balochistan, Frontier, Sindh and even in the Punjab. The ordinary living inhabitants of those areas are denied of the basic right of having clean, hygenic drinking water and they are subjected to drink water from the same reservoirs that are used by animals. Therefore, when we talk of pollution, when we talk of the standard of pollution, I personally believe that we have to view it in the context of our own priorities. But nonetheless since the adjournment motion on pollution has been admitted and we are discussing it at this stage.

I think it would be appropriate to say like many of my colleagues who have already pointed out that this responsibility does not singularly rests on the government alone. It is a collective responsibility and even in the societies of the west you will find that apart from basic guidelines that are provided by the governments the essential infrastructure, the essential financing and the self restraining that are implied by persons, by the private sector, by the industrialists and by the industrial concerns themselves. The public opinion there is so strong that any industrial concern, any industrial unit which is causing pollution in a particular area feels threatened economically because it knows that the consumers pressure on it would bear. Therefore, they themselves, alongwith their industrial units, have research units whereby they can minimize their wastes. Therefore, just to place the responsibility squarely on the shoulders of the government would be inappropriate. As far as our own cities are concerned I will say that it is most unfortunate that even in a city like Lahore which is perhaps one of the prettiest cities of the sub-continent, from where the

river Ravi flows, that even that river has not been spared from the sewerage waste of the municipality which is being dumped in it and it is because of the waste of the sewerage which is being dumped in to the river Ravi that at least till 10 K Ms. downstream, the biological and equatic life in that river is totally not existent. Then, of course my colleague has already mentioned the city of Kasur where drinking water, like many other rural areas throughout the length and bredth of Pakistan is not available due to the waste of the tanneries but I believe that the Federal Government of Pakistan has allocated 22 million rupees for the purpose of providing clean drinking water to the people of Kasur. Similarly, I would like to draw your attention to the city of Karachi where we have the problem of industry, we have the problem of motor vehicles and also we have the problem of wastes being dumped into the Lyari River which is making the entire coast-line totally contaminated and the fish which is existing in that coast line is being affected and that fish which is being netted out daily by tonnes and being consumed by us throughout the country is also affecting our life.

In this respect I would like to say that I am given to understand that the Federal Government has asked the Government of Sindh to prepare a PC Form for a scheme in the city of Karachi so that the air pollution problem could be taken into consideration and that 20 million rupees have already been ear-marked for this purpose and that during the course of this current year, or the next financial year. The moment the scheme is completed the money would be handed over to the Government of Sindh for this purpose. In urban areas essentially apart from the industrial waste or the industrial pollution, pollution is essentially caused by motor vehilces and it is unfortunate that laws exist but are not implemented. I urge from the floor of this House all Provincial Governments that under the

Motor Vehicles Act there are provisions and stringent provisions for the implementation of such things but they escape the eye of the provincial governments. Therefore, in net result it means that some of the laws which are in existence which could be utilised for the purpose of controlling pollution are not being taken out of the statute books but only remain there to be seen.

In the final analysis I would like to say that foreign assistance has also been taken in this respect. The Asian Development Bank has been involved by the Federal Government in various projects. Two Mobile Laboratories - one for the environmental protection agency in the Punjab and the other for the environmental protection agency of Sindh have also been or are in the process of being acquired, so that they can go on with the programme of management of clean air and they could carry out their reforms and tests in that respect.

In the end, I would like to once again, although this point has been stressed by a number of my colleagues, the question of plastic bags and I would like to say that the curse of plastic bags is not for the moment alone but it is for times to come, not only is it dangerous for the health, they are not only dangerous for infants and children but they also affect the drainage system. They after a period of time when they are exposed to the sun also begin to omit gases which pollute the atmosphere.

In the end, I would urge upon the Government keeping in view our own prioties of development and our own priorities of allocation of resources. keeping those in view I believe that the environment should be given its due place. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you Rabbani Sahib. Now, I give floor to Senator Yousaf Shaheen Sahib.

جناب یوسف شاہین داؤد پوتا۔ شکریہ۔ جناب معلوم نہیں آپ نے ہمارا نمبر سب سے آخر میں کیوں رکھ دیا۔ ہمارا نام سوالات میں بھی آخر میں ہوتا ہے سب آخر میں رکھ دی جاتی ہے۔

جناب میں تھوڑی سی بات کرلیتا ہوں کیونکہ subject پر بہت بات ہو چکی ہے۔ ماحول پر یا آلودگی پر میں دو باتیں international basis پر بتانا چاہتا ہوں کہ آلودگی جو ہم پیدا کررہے ہیں، جو دنیا نے پیدا کی، جو انڈسٹریز نے پیدا کی، جس نے 'O' Zone کو توڑ دیا۔ جس سے 'O' Zone میں اتنا بڑا سوراخ ہوا ہے جتنا بڑا ہمارے اس زمین کا ایریا بنتا ہے۔ اتنا بڑا 'O' Zone میں سوراخ ہو چکا ہے۔ جس سے سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دنیا کی آب و ہوا بڑی تیزی سے بدل رہی ہے، ابھی اور بدلے گی۔ اگر ہم اپنی آلودگی یا ماحول کو درست نہیں کریں گے اور اس میں اگر دنیا کے تمام ممالک شریک نہیں ہوں گے تو یہ 'O' zone اور پھٹے گا اور وہ جو تصور ہے کہ بھئی افریقہ میں برف گرے گی اور یورپ میں گرمی ہوگی۔ اس قسم کے تصورات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

پاکستان میں ایک بڑا اہم مسئلہ ہے ادھر کوئی دھیان نہیں دیتا۔ اپنی سیاست میں دلچسپی لیتے ہیں یا معلوم نہیں کیا بات ہے جس کی وجہ سے اصل حقائق کو چھپاتے ہیں۔ وہ ہے کراچی کے سمندر کو سکھر تک لانے کی کوشش۔ یعنی ہم پاکستان میں ایک ایسی اسکیم جس کو کالا باغ ڈیم کہا جاتا ہے وہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس کے سیاسی نقصانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ وہ تو کوئی نہیں سنتا۔ مگر محکمہ ماحولیات والے کہتے ہیں کہ ۶ ملین ایکڑ فٹ پانی یا ساڑھے پانچ ملین ایکڑفٹ پانی یا چار ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر کو آپ نے ہر حالت میں دینا ہے۔ اگر آپ نے وہ پانی اس کے لئے نہ چھوڑا تو وہ سمندر جام شورو کراچی کو کراس کرتا ہوا سکھر تک آدھی سندھ کو ڈبو دے گا۔ مگر کیا ہے کہ ہمارے ہاں جو پراجیکٹ ہینڈل کر رہے ہیں۔ جو سربراہ بنے بیٹھے ہیں۔ دونوں اناڑی۔ چار آدمیوں کا گروپ بیٹھا ہوا ہے وہ انہوں نے gang of core بیٹھا رکھی ہے۔ جس میں چیئرمین ہے وہ بھی اناڑی ہے۔ اور جو اس پراجیکٹ کو ہینڈل کرتا ہے۔ وہ ابھی اناڑی ہے۔ بی۔ اے پاس ہے یا ایم اے۔ سیاسی وہ سے بڑے بڑے عہدوں پر appoint ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جیسے ابھی جگہ نہیں کہ ہم لوگوں کو contract base پر

رکھیں۔ ارے بابا تم پہلوں کو نہیں چھوڑتا نہ آگے آنے دیتے ہو اور جو contract پر لاتے ہو یہ سب ختم کرو۔ اس چکر یعنی contract اور extension کو بھی ختم کرو۔

بہرحال میں پاکستان اور پاکستان کے لوگوں کو پاکستان کی گورنمنٹ کو درخواست کرتا ہوں کہ پہلے جو کالا باغ ڈیم بنانا چاہتے ہیں اس کے متعلق پہلے محکمہ ماحولیات والوں سے پوچھیں اپنی نہیں باہر کی ٹیمیں لائیں ان کے حوالے یہ پراجیکٹ کریں کہ آیا یہ سندھ ڈوبے گا اور سرحد کا نقصان ہونا ہے ۔ دو صوبے جو ڈوبتے ہیں مگر پہلے آپ ان سے اجازت لے کر اس کے بعد ہاتھ ڈالیں ۔ اس لئے یہ مسئلہ نہیں کہ صوبوں کی رضامندی چاہیے ۔ حکومت والے کہتے ہیں کہ صوبوں کی رضامندی چاہیے ۔ تو ہم بنا لیں گے ۔ صوبوں کا بعد کا مسئلہ ہے ۔ پہلے محکمہ ماحولیات والوں سے طے کرو۔ یعنی یہ ایسے ہی ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ درخت کاٹیں گے تو آکسیجن چلی جائے گی ۔ بارش نہیں پڑے گی ۔ درخت لگائیں گے تو بارشیں پڑیں گی آکسیجن آئے گی یہ اسی طرح سے ضروری ہے کہ ہم جو بڑے بڑے پراجیکٹ بنانا چاہتے ہیں ۔ برائے مہربانی اس کو کریں ۔

باقی اس میں ایک کراچی کا مسئلہ لاہور کا مسئلہ آدھا گھنٹہ لاہور کے بازار میں گھر میں تو سانس پھول جاتا ہے۔ یہ تو موئنجودڑو میں جو planning کرتے تھے ہمارے ہاں جنہوں نے شہر بنانے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ دنیا کہاں جارہی ہے ۔ آپ کے بعد ہماری گاڑیاں کتنی ہوں گی کل کتنی گاڑیاں ہوں گی اور مکان کتنے ہوں گے ۔ یہ موئنجودڑو کے لوگ سمجھتے تھے ۔ انہوں نے کتنی شاندار planning کی جو آج بھی دنیا کہہ رہی ہے کہ انہوں نے ایسی planning کیسے کی تھی ۔ ہمارے ابھی بھی نہیں کرسکتے ۔ اب ابھی جو شہر کے پلانرز ہیں وہ کسی expert کے حوالے کریں ۔ جو شہروں کا بیڑہ غرق کرے کسی طرح شہروں کو بڑھائیں ۔ ۱۲ فی صد آبادی تو انہوں نے کراچی میں dump کردی ہے ۔ لاہور کا کبھی نہیں سوچتے بھی کیا کرنا ہے۔ ابھی اسلام آباد میں شکر ہے کہ ہم لوگ سانس لے سکتے ہیں۔ مگر آگے چل کر ادھر کی کیا حالت ہوگی ۔ اسی طرح سارے مسئلے کو کسی expert کے حوالے کیا جائے۔ یہی آلودگی دنیا کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ یہ دنیا کے لئے خطرہ ہے ہم کو پاکستان گورنمنٹ کو world bodies کو جو رقم خرچ کر رہے ہیں ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے ۔ شکریہ جناب۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Yousaf Shaheen Sahib. Now I think we have come to the end of the debate on the part of the members. Who will wind up the discussion on behalf of the Government?

Syed Iqbal Haider Sahib.

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr. Chairman. I fully support the motion that has been moved by the honourable member Hafiz Hussain Ahmed. I wish he had been here till the conclusion of the debate. He has definitely raised a very very important issue which is threatening the life of the human beings and not only of the human beings but also the ecological conditions and every thing which is existing on this earth. Sir, there is serious emphasis placed by the honourable members in this House on this very useful debate. I would say most of the members have come out with very vital/important suggestions and this is the awareness and consciousness of the Senate. If we succeed in spreading in every nook and corner of Pakistan, I am sure, Sir, that will be one of the most effective ways of countering this menace of pollution.

2. Pollution is not confined to one single aspect of life. Unfortunately, there is a pollution in every kind of commodities and the matters that are related to the survival of human beings. Pollution of water has been rightly emphasized. Pollution in the air is a very very grave matter particularly in the urban areas of the country. Industrial pollution through the misuse of the chemicals which are allowed to spread over in open fields pollution in the water of sea which is damaging our fish; pollution of the sound which is one of the main problems in cities. My honourable members did refer to the harms but more than that is also those rickshaws which are being plied without any silencer and the way they

pass through in any area and the misuse of the loudspeakers on all ceremonies in such an unabated and unchecked manner that it creates a very serious nuisance. But, Sir, we have from the Government brief that I have received, on paper, we can feel satisfied with the large number of 14 measures that the government has been taking from time to time. But that I would enlist for the benefit of this House that the government has promulgated Pakistan Environmental Protection Ordinance, 1983, that the Government has created protection agencies at the Federal and Provincial levels.

3 That the Government has dedicated powers to the D Gs of the Provincial EPA, Provincial Environmental Protection Agencies for effective enforcement of the Ordinance.

4. That development of national conservation strategies

5 Development of teachers guides on environment education that was one of the very valid points raised by one of the honourable Senators.

6 The Government has launched environmental awareness campaign through seminars, meetings, conferences and mass media.

7 Establishment of quality control standard for industrial and municipal effluent and emissions.

8. Formulation of the national environmental policy.

9. Setting of Pakistan Environmental Protection Council.

10. Carrying out of an environmental impact assessment of public as well as of private sector projects.

11 Strenthening of environmental management of the country with the help of the Asian Development Bank.

12 Institutional strenthening of Ministry of Environment and Urban Affairs

and the Environmental Protection Agencies at the Federal and Provincial levels with the assistance of the World Bank

13. Preparation of a compendium of existing laws relating to protection of environment and there are several other measures Sir that we can say on paper have been taken, but the ground situation is totally different Sir. This is the problem that I would like to highlight

The ground situation is that no matter whose government it may be the polluted water of Kasur is there for the last many decades and it is not being taken care of. Of course, there is a fund provided by the Federal Government to the tune of 22 million. The funds are provided, but the conditions do not improve. I mean enormous is the size of the pollution in the Ravi River. How can Lahore Municipal Corporation freely use the Ravi River for the drainage purposes? It is being done, Sir, and same is the situation in Karachi Malir River. Such a massive pollution Sir, there is a need for the awareness and consciousness in the government agencies also, besides the people. How do they even think of allowing the drainage water going to the Ravi River. Don't they realize that what is its effect. There has to be a solution on that and for that and unfortunately I am not to shift my responsibility on the provinces but most of the matter relate to the strict implementation of the laws by the provincial governments and our government is definitely going to coordinate with the provincial governments.

It is a very serious issue. It can not be ignored at all. We are alive to the gravity of the situation. Not only the plastic bags Mr. Chairman, the plastic made articles like lotas and other things which get broken and if they are lying unattended under the sun they also emit poisonous gas. All these chemical products do create poisonous gas. There has to be a recycling, as one of the

proposals that will be taken up and let me inform you that in a short while that our government have undertaken, to compile a new comprehensive pollution Control Act for Pakistan. And beside that there are few more recommendations that our government has undertaken that administrative measures and implementations monitoring process. No one can say with cynicism, of course laws are already under the Motor Vehicle Act also, but people are free to blow their horn as much as their lives. Law is there that no bus, car or truck can emit any smoke but there is no control. So the priority of our government is, No.1 to make a comprehensive law to combine different statutes in the form Pollution Control Act of Pakistan.

No.2 - The implementation process of the existing laws and the new laws, and for that we will need full cooperation of the Provincial Governments as well. No 3, is the checking of the environmental quality control of the environmental or pollution. We are lacking. There are two mobile laboratories donated by the World Bank, one for Sindh, one for the Punjab, but how to check and to ensure that those mobile laboratories really function and the proper standards are fully observed. That is another priority of our government. No. 4, Environmental courts is also one of the suggestions. This is one of the suggestions. Whether it serves the purpose, I would still like to examine it, but we are examining it. Is there any need for environmental court because environmental court should not appear like any other terrorist court but to expedite the prosecution or to expedite some checks and balances or to exercise, expedite the checks on the abuse of authorities of the administration. There is a proposal for creation of a separate judicial forum to ensure that those who indulge in open violations of laws and indulge in pollution and destruction of the environment are punished and

checked promptly. And 5 is that ample funds have to be provided. This is the 5th priority. We would be requesting the Finance Ministry that in the next budget to check and combat the menace of the pollution the government must increase funding so that the laws are made and not only made, are implemented and the funds are utilized in a proper manner without waste or pilferage. So, these are the six measures that our government has taken and I am grateful to the consciousness of our honourable members who have raised this issue and drawn attention of the government to this very very serious threat to the life of the people. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Thank you Iqbal Haider Sahib. This brings us to the conclusion of our business for the day. I now adjourn the House to meet again on Thursday, 30th December, 1993 at 10.00 a.m in the morning.

(The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Thursday, December 30, 1993)

PCPPI—4392(97)Senate—26-8-97—180